۱۹۴واں باب

منافقین اور ضعیف الایمان لوگ

تبوک سے واپسی پر، شعبان المعظم ۹ ہجری

۱۱۳: سُوْرَۃُ التَّوْبَۃ [۹- ۱۰: وَاعْلَمُوْٓا] آیات ۷۴ - ۱۲۹

نزولی ترتیب پر ۱۱۳ویں، ۱۰ویں پارے وَاعْلَمُوْٓا میں سورۃ نمبر ۹

تیسری تقریر دسویں رکوع سے شروع ہو کر سورۃ کے ساتھ ختم ہوتی ہے اور یہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی۔ اس میں متعدد ٹکڑے ایسے بھی ہیں جو انہی ایام میں مختلف مواقع پر اُترے اور بعد میں نبی ﷺ نے اشارۂ الٰہی سے ان سب کو یکجا کر کے ایک سلسلۂ تقریر میں منسلک کر دیا۔ مگر چونکہ وہ ایک ہی مضمون اور ایک ہی سلسلۂ واقعات سے متعلق ہیں اس لیے ربطِ تقریر میں کہیں خلل نہیں پایا جاتا۔

- اس میں منافقین کی حرکات پر تنبیہ ہے،
- غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں پر زجر و توبیخ، اور
- اُن صادق الایمان لوگوں پر ملامت کے ساتھ معافی کا اعلان ہے جو اپنے ایمان میں سچے تو تھے مگر بلا کسی عذر کے غزوہ تبوک میں حصہ نہ لے سکے۔

باب# ۱۹۴

منافقین اور ضعیف الایمان لوگ

۱۱۹: سُوْرَۃُ التوبہ [۹- ۱۰: وَاعْلَمُوْٓا] آیات ۷۴ — ۱۲۹

تبوک سے فاتحانہ واپسی اسلامی تاریخ کا اور رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حیاتِ طیبہ کا ایک اہم سنگ میل ہے جو تا قیامت اسلام کے احیاء کے لیے اُٹھنے والے گروہوں کو کام کرنے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔ اس جنگ کے دوران مسلمانوں کے مختلف گروہوں کا طرزِ عمل واضح کر دیتا ہے کہ مسلمانوں کے قافلے میں یا کہیے کہ امتِ مسلمہ میں اللہ کے پسندیدہ لوگ کون ہوتے ہیں اور کون اُس کے غضب کا شکار بنتے ہیں۔ کام کا سلیقہ اور یہ وضاحت اس جنگ سے واپسی پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے آنے والے تبصرے میں سامنے آتی ہے۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ جنگ کی تیاری کے دوران نازل ہونے والا قرآن مجید سورہ توبہ میں ۳۸ویں تا ۷۳ویں آیاتِ مبارکہ کے طور پر موجود ہے (دیکھیے باب ۱۹۰)۔ اب جنگ سے واپسی پر نازل ہونے والا تبصرہ اس سورہ مبارکہ کی آیات ۷۴ تا ۱۲۹ کو تشکیل دیتا ہے۔ اگر تفکر وتدبر کے ساتھ اِن تمام آیات کا مطالعہ کریں تو اس پورے تبصرہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (۱) شرکتِ جہاد میں ناکامی، منافقین کی رسوائی کا اعلان بنی ۷۴ تا ۹۲ (۲) جہاد نے مسلم جماعت کے طبقات کو واضح کر دیا ۹۳ تا ۱۱۲ (۳) تجزیے کا حاصل ۱۱۳ تا ۱۲۹

۱ شرکتِ جہاد میں ناکامی، منافقین کی رسوائی کا اعلان بنی آیات: ۷۴ تا ۹۲

۱.	منافقین کی طعن آمیز باتوں پر گرفت	[۷۴]
۲.	بخیلی نے دل میں نفاق کو جما دیا	[۷۵ تا ۷۹]
۳.	جہاد سے غیر حاضر منافقین کے لیے کوئی معافی نہیں	[۸۰ تا ۸۳]
۴.	عبد اللہ بن ابی کی موت	[۸۴ تا ۸۵]
۵.	منافقین، خواتین کی مانند پیچھے رہ جانے والے ہیں	[۸۶ تا ۹۰]
۶.	باوفا معذورین کا معاملہ	[۹۱ تا ۹۲]

پہلے حصے(آیات ۷۴ تا ۹۲) میں منافقین کے سامنے اُن کی ذلت آمیز تصویر رکھی گئی کہ اگر وہ مسلمان ہونے کا دم بھرتے ہیں تو اپنی حالت پر شرم کریں اور اپنی دو غلی اور منافقانہ روش سے باز آجائیں۔ سر گرم مجاہدین پر جو وہ پھبتیاں کستے ہیں وہ نا قابل معافی ہیں، اللہ اُن کی پول کھول کر رہے گا۔ بدر، اُحُد، خندق اور حدیبیہ میں شرکت نہ کرنے پر منافقین کی سر زنش نہیں کی گئی، لیکن اب بہت ہو گیا، جو لوگ تبوک پر نہیں گئے جان لیں کہ اُن کے لیے دردناک عذاب ہے اور اُن کا ایمان اللہ کے نزدیک (قضائے الٰہی میں) قابلِ قبول نہیں ہے۔ یہ احیائے اسلام اور بقائے اسلام کی سر گرمیوں میں پیچھے رہ جانے والی عورتوں کی مانند ہیں جو فطرتاً نازک بنائی گئی ہیں، اور غضب ناک ہو کر دشمنوں سے نبٹنے اور سخت جان لیوا کاموں کے لیے تخلیق نہیں کی گئی ہیں۔ یہ منافقین اُن مخلص مسلمانوں کی طرح نہیں ہیں جو قرار واقعی عذر کی بنا پر نہ شریک ہو سکے اور غیر حاضری پر غمگین رہے۔

سورہ توبہ کی آیہ ۱۰۲ کی شانِ نزول کے حوالے سے جلد یازدہم کے صفحہ ۱۰۲ کو دیکھ لیا جائے۔ ایک روایت یہ ہے کہ یہ آیہ ابولبابہؓ کی افشائے راز کی غلطی کی معافی کے لیے نازل ہوئی اور پھر دوبارہ تبوک میں شریک نہ ہونے والے اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ لینے والے صحابہ کرامؓ کے حق میں بھی معافی ثابت ہوئی (واللہ اعلم)۔

بعض روایات کے مطابق (واللہ اعلم) جنگِ تبوک کی سر گرمیوں کے بارے میں منافقین میں سے کسی نے یہ جملہ کہا: ''اگر واقعی وہ سب کچھ بر حق ہے جو یہ شخص (یعنی محمد ﷺ) پیش کرتا ہے تو ہم سب گدھوں سے بھی بدتر ہیں''، ایسے ہی اور اس سے بدتر جملے بھی روایات میں وارد ہیں، جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ " انہوں نے کفر کا کلمہ کہا اور اپنے اسلام کے اظہار کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے "منافقین کو یقین تھا کہ رومی، مسلمانوں کو چُن چُن کر مار ڈالیں گے اور جوں ہی یہ خوش خبری اُن تک پہنچے گی تو وہ عبد اللہ بن ابی کے سر پر مدینے کی بادشاہی کا تاج رکھ دیں گے، تبوک سے مسلمانوں کی فاتحانہ واپسی پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " وہ کچھ منصوبے بنائے جو پورے نہ ہو سکے " منافقت کی جڑ مال کی محبت ہے، جو منافقین کو کنجوسی سکھائی ہے اور کنجوسی وہ فحاشی ہے جو نفاق کی فصل کو قلوب میں 'سیراب اور سر سبز و شاداب' رکھتی ہے، پس آج بھی جو لوگ احیائے دین کے لیے کام کر رہے ہیں اُنھیں مال کی محبت اور کنجوسی سے جان چھڑانی ہو گی۔ ہر دور میں منافقین کو مال کی محبت اور دین کے کاموں میں بہانے بازیوں سے پہچانا جا سکتا ہے مگر دنیا میں قضائے شرعی سے کفر کا فتویٰ نہیں لگتا، البتہ وہ قیامت کے روز قضائے الٰہی میں کافر گنے جائیں گے۔ اب غزوہ تبوک سے واپسی پر نازل ہونے والے خطبے کے پہلے حصے [۷۴ تا ۹۲] کا مطالعہ شروع کرتے ہیں

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَ لَقَدْ
قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ
اِسْلَامِهِمْ وَ هَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَ
مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ
رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ
خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَ اِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ
اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ ۚ وَ مَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ
وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝۷۴ وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ
اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ
لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ
الصّٰلِحِيْنَ ۝۷۵ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ
فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَ تَوَلَّوْا وَّ هُمْ
مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۶ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ
قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ
اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا
يَكْذِبُوْنَ ۝۷۷ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۷۸ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ
الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي
الصَّدَقٰتِ وَ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا
جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ
اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۷۹

اُنھوں نے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہا کہ ہم نے وہ بات نہیں کی، حالاں کہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا اور اپنے اسلام کے اظہار کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے اور وہ کچھ منصوبے بنائے جو پورے نہ ہو سکے۔ ان کا سارا غصہ اسی بات پر ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے اپنے فضل سے ان کو آسودہ حال کر دیا ہے! اگر یہ اب بھی اپنی اِس روش سے توبہ کر لیں تو انہی کے لیے بہتر ہے اور اگر یہ توبہ نہ کریں تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک سزا دے گا، اور زمین میں ان کا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل سے ہم کو نوازا تو ہم بالضرور خوب صدقہ کریں گے اور خوب نیکوکاروں میں ہو جائیں گے۔ مگر جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کو خوب عطا کیا تو یہ بخیلی دکھانے لگے اور ٹال مٹول کر کے منہ موڑ لیا پس اس وعدہ خلافی کی وجہ سے جو انہوں نے اللہ کے ساتھ کی، اور اس جھوٹ کی وجہ سے جو وہ بکتے رہے، اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق کو خوب جما دیا جو اس کی جناب میں ملاقات کے دن تک ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ان کے دلوں کے بھید اور اِن کی پوشیدہ سرگوشیاں سے واقف ہے اور اللہ تمام غیب سے پوری طرح باخبر ہے؟ خوش دلی سے انفاق کرنے والے اہل ایمان پر ان کے صدقات کے حوالے سے سرگوشیوں میں پھبتیاں کسی جاتی ہیں! اُن ناداروں کو فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے لیے تو اپنی محنت مزدوری کے علاوہ کچھ میسر ہی نہیں ہے، یہ اِن کا مذاق اُڑاتے ہیں، اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے، اور انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔

مدینے میں بسنے والے خزرج اور اوس کے منافقین کو ہرگز یقین نہ تھا کہ روم سے ٹکرانے کے بعد محمد (ﷺ) اور اُن کے رفقاء زندہ واپس آسکیں گے چنانچہ وہ پوری قوت کے ساتھ اپنے مسلمان رشتہ داروں اور دوستوں کو اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جانے سے روکنے کے لیے توحید و رسالت کے خلاف صریح کفریہ باتیں کر رہے تھے جو نبی ﷺ تک پہنچ گئیں۔ مسلمانوں کی فتح مندانہ واپسی پر اُنھوں نے رسول اللہؐ کے سامنے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہا کہ ہم نے وہ بات نہیں کی، حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا اور اپنے اسلام کے جھوٹے اظہار کے بعد اعلانیہ کفر کے مرتکب ہوئے اور انہوں نے اپنے خیالوں میں محمد (ﷺ) اور اُن کے مخلص ساتھیوں کے خاتمے پر رئیس المنافقین کو اُنھوں نے سر پر تاجِ شاہی پہنے دیکھا اور وہ کچھ خیالی منصوبے بنائے جو پورے نہ ہو سکے۔ مہاجرین پر اور مسلمانوں پر ان کا سارا عناد و غصّہ کیا اسی بات پر ہے کہ رسولؐ اللہ کے مدینے آنے سے قبل، یہودیوں کے قرضوں میں ڈوبا، مساکین کا یہ گاؤں آج جس طرح پورے عرب کا خوش حال اور طاقتور ترین شہر بن چکا ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ نے اِن بے مایہ لوگوں کو اپنے فضل سے ان کو آسودہ حال کر دیا ہے! اگر یہ اب بھی اپنی اِس دوغلی اور منافقانہ روش سے توبہ کر لیں تو انھی کے لیے دنیا اور آخرت دونوں جگہوں پر بہتر ہے اور اگر یہ توبہ کر کے پلٹ نہ آئیں تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک سزا دے گا، اور زمین میں ان کا کوئی یار و مددگار نہ ہو گا۔ ان کفریہ باتیں بنانے والوں میں بعض وہ بھی ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اسلام کی بدولت اس نے اپنے فضل سے ہم کو نوازا تو ہم اللہ کے دین اور اُس کی خوشنودی کے لیے بالضرور خوب صدقہ و خیرات کریں گے اور خوب نیکوکاروں میں ہو جائیں گے۔ مگر جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کو خوب عطا کیا اور دولتمند بنا دیا تو یہ ہمارے عطا کردہ مال میں سے اللہ کی راہ میں قتال و جہاد کے لیے خرچ کرنے میں بخیلی دکھانے لگے اور ٹال مٹول کر کے منہ موڑ لیا پس اس وعدہ خلافی کی وجہ سے جو انہوں نے اللہ کے ساتھ کی، اور اس کفر و جھوٹ کی وجہ سے جو وہ بکتے رہے، اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق کو خوب جما دیا جو اس مالکِ کائنات کی جناب میں ملاقات کے دن تک ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا۔ کیا یہ کنجوسی کے مارے منافق لوگ اتنی بات نہیں جانتے کہ اللہ ان کے دلوں کے بھید اور ان کی پوشیدہ سرگوشیوں سے واقف ہے اور اللہ تمام غیب سے پوری طرح باخبر ہے؟ خوش دلی سے انفاق کرنے والے اہلِ ایمان پر ان کے صدقات کے حوالے سے سرگوشیوں میں پھبتیاں کسی جاتی ہیں! اُن ناداروں کو فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے لیے تو اپنی روز کی محنت مزدوری (دہاڑی) کے علاوہ کچھ میسر ہی نہیں ہے، یہ کم بخت اِن کا اور ان کے بظاہر کم قیمت مگر اللہ کے پاس انتہائی وزنی صدقات کا مذاق اُڑاتے ہیں، اللہ انھیں ہلاک کرے! اللہ ان مال و دولت پا جانے والے کم ظرفوں کا مذاق اڑاتا ہے، اور انھی کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ
اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ
يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا
بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي
۱۰۶ الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ
بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْۤا
اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي
الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ
كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ
لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى
طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ
فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّ لَنْ
تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ
بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ
الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ
مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ
اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ
هُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ لَا تُعْجِبْكَ
اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ
اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَ تَزْهَقَ
اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

تم خواہ ایسے لوگوں کے لیے معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو، اگر تم ان کے لیے ستر بار بھی مغفرت چاہو گے تو بھی اللہ ان کو معاف کرنے والا نہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کُفر کیا ہے، اور اللہ بد عہد لوگوں کو راہِ نجات نہیں دکھاتا۔ ع ۱۰۶ جن لوگوں کو پیچھے بیٹھ رہ جانے کی اجازت دے دی گئی تھی وہ اللہ کے رسولؐ کے ساتھ نہ چلنے اور گھر بیٹھے رہنے پر مگن ہو گئے اور انھوں نے اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنے میں بڑی کراہیت محسوس کی اور کہا کہ اس سخت گرمی میں نہ نکلو۔ انھیں بتاؤ کہ آتشِ دوزخ اس سے زیادہ گرم ہے، کاش وہ سمجھتے۔ پس اب چاہیے کہ وہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ، اپنے کیے کی پاداش میں۔ اگر اللہ اِن کے کسی گروہ کی طرف تمہیں پلٹا کرلے جائے اور پھر وہ کبھی جنگ پر جانے کے لیے تم سے اجازت چاہیں تو کہہ دینا کہ اب تم میرے ساتھ جہاد پر جانے اور میرے ساتھ دشمنوں سے لڑنے کی اجازت کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتے، پہلے بیٹھ رہنے پر راضی ہوئے تو اب بھی پیچھے رہنے والوں ہی کے ساتھ بیٹھو۔ اور اِن میں سے کوئی مرے تو آپؐ اُس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا، اِس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ کُفر کیا ہے اور وہ اس حال میں مرے ہیں کہ وہ بد عہد تھے۔ اِن کے اموال اور اِن کی اولاد کو وقعت نہ دو۔ اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے اِن کو اِسی دنیا میں سزا دے اور ان کی جانیں حالتِ کفر میں نکلیں۔

منافقین کے ساتھ در گزر اور پلٹ آنے کے لیے مہلت کا زمانہ اب ختم، اے نبیؐ، یہ تم سے رخصت طلب کریں اور تم سے مغفرت کی دعا کرائیں اور تم اپنی نرمی کی بنا پر کر دو، تو سنو، تم خواہ ایسے منافق لوگوں کے لیے اُن کی جان بوجھ کر منافقانہ حرکتوں پر معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو، اگر تم ان کے لیے ستر بار بھی مغفرت چاہو گے تو بھی اللہ ان کو معاف کرنے والا نہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کُفر کیا ہے، اور اللہ ایمان و اسلام کا اقرار و وعدہ کر کے پھر جانے والے بد عہد لوگوں کو راہِ نجات نہیں دکھاتا۔ ۱۰۶ تبوک کی جانب روم سے جنگ پر جاتے ہوئے جن منافق لوگوں کو لڑائی میں جانے کے بجائے گھروں میں پیچھے بیٹھ رہ جانے کی اجازت دے دی گئی تھی وہ معذور اہلِ ایمان کی مانند اِس سعادت کے نہ ملنے پر بڑے غم زدہ نہیں تھے بلکہ اللہ کے رسولؐ کے ساتھ نہ چلنے اور گھر بیٹھے رہنے پر مگن ہو گئے اور انھوں نے اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنے میں نہ صرف بڑی کراہیت محسوس کی بلکہ اپنے رشتہ داروں، احباب اور قدیم یثرب کے اپنے ہم مشرب لوگوں سے کہا کہ اس سخت گرمی میں نہ نکلو۔ انھیں بتاؤ کہ آتشِ دوزخ اس سے زیادہ گرم ہے، کاش وہ اس حقیقت کو سمجھتے۔ پس اب چاہیے کہ وہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ اپنے کیے کی پاداش میں اگر انھیں اندازہ ہو کہ انھوں نے اپنے ساتھ کیا غضب کیا ہے۔ (اِن سطور کو پڑھنے والے یہ ذہن میں رکھیں کہ نبی ﷺ کا لشکر تبوک سے اُس وقت کی دنیا کی سب سے بڑی طاقت، رومیوں کو رسوا کر کے فاتحانہ انداز میں واپس پلٹ رہا ہے اور راہ میں قرآن کی یہ آیات نازل ہو رہی ہیں۔) اگر اللہ اِن پیچھے بیٹھے رہنے اور تمھارا ساتھ نہ دینے والے منافقین کے کسی گروہ کی طرف تمہیں پلٹا کر لے جائے اور پھر وہ کبھی مسلمانوں کے ساتھ جنگ پر جانے کے لیے تم سے اجازت چاہیں تو برملا کہہ دینا کہ اب تم میرے ساتھ جہاد پر جانے اور میرے ساتھ دشمنوں سے لڑنے کی اجازت و سعادت کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتے، تم تبوک کے موقع پر جو ایک بڑی آزمائش کا موقع تھا پہلے بیٹھ رہنے پر راضی ہوئے تو اب کیوں دم چھلّا بنتے ہو، جاؤ پیچھے رہنے والوں ہی کے ساتھ بیٹھو۔ جو تبوک کے بعد مدینہ میں تاج شاہی کے خواب دیکھ رہا تھا۔ نبی ﷺ کے مدینہ واپس پہنچنے کے کچھ ہی روز کے اندر مر گیا اور آپؐ اُس کے بیٹے کی درخواست پر اُس کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تھے کہ اللہ رب العالمین کی جانب سے حکم آ گیا کہ ان پیچھے رہ جانے والے منافقین میں سے کوئی مرے تو آپؐ اُس کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنا اور نہ کبھی ایسے منافق کی تدفین میں شریک ہونا اور نہ ہی اُس کی قبر پر کھڑے ہونا، اِس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ کُفر کیا ہے اور وہ اس حال میں مرے ہیں کہ وہ نام نہاد مسلمان بد عہد تھے۔ اِن کے بظاہر شان دار اموال اور اِن کی اولاد کو پرِ کاہ کی برابر وقعت نہ دو۔ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کو سنبھالنا، حفاظت کرنا اور بڑھانا خود اِن کے لیے اور اِن کے وارثین کے لیے ایک مصیبت بنانے سے اِن کو اسی دنیا میں سزا دے اور ان کی جانیں حالتِ کفر میں نکلیں۔

اس آیت کا تعلق رئیس المنافقین، عبداللہ بن ابی کی موت اور اُس کے جنازے کی نماز سے ہے۔ ایک معروف و معتبر نقطہ نظر وہ ہے جو سیّد مودودی نے تفہیم القرآن میں اس مقام پر پیش کیا ہے، جسے ہم نقل کر رہے ہیں:

"تبوک سے واپسی پر کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ عبداللہ بن اُبیّ رئیس المنافقین مر گیا۔ اس کے بیٹے عبداللہؓ بن عبداللہ بن اُبی جو مخلص مسلمانوں میں سے تھے، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کفن میں لگانے کے لیے آپؐ کا کُرتہ مانگا۔ آپؐ نے کمالِ فراخ دلی کے ساتھ عطا کر دیا۔ پھر انہوں نے درخواست کی کہ آپؐ ہی اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ آپؐ اس کے لیے بھی تیار ہو گئے۔ عمرؓ نے باصرار عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ، کیا آپؐ اس شخص پر نماز جنازہ پڑھیں گے جو یہ اور یہ کر چکا ہے۔ مگر نبی ﷺ ان کی یہ سب باتیں سن کر مسکراتے رہے اور اپنی اُس رحمت کی بنا پر جو دوست دشمن سب کے لیے عام تھی، آپؐ نے اس بدترین دشمن کے حق میں بھی دعائے مغفرت کرنے میں تامل نہ کیا۔ آخر جب آپؐ نماز پڑھانے کھڑے ہی ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی اور براہِ راست حکمِ الٰہی سے آپؐ کو روک دیا گیا۔ کیونکہ اب یہ مستقل پالیسی مقرر کی جا چکی تھی کہ مسلمانوں کی جماعت میں منافقین کو کسی طرح پنپنے نہ دیا جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے اس گروہ کی ہمت افزائی ہو۔

اسی سے یہ مسئلہ نکلا کہ فساق اور فجار اور مشہور بفسق لوگوں کی نماز جنازہ مسلمانوں کے امام اور سربرآوردہ لوگوں کو نہ پڑھانی چاہیے نہ پڑھنی چاہیے۔ ان آیات کے بعد نبی ﷺ کا طریقہ یہ ہو گیا تھا کہ جب آپؐ کو کسی جنازے پر تشریف لانے کے لیے کہا جاتا تو آپؐ پہلے مرنے والے کے متعلق دریافت فرماتے تھے کہ کس قسم کا آدمی تھا، اور اگر معلوم ہوتا کہ بُرے چلن کا آدمی تھا تو آپؐ اس کے گھر والوں سے کہہ دیتے تھے کہ تمہیں اختیار ہے، جس طرح چاہو اسے دفن کر دو۔" [حاشیہ ۸۸ سُوْرَۃُ التوبہ، تفہیم القرآن]

مارٹن لنگز نے اپنی کتاب "محمدؐ" (قدیم مآخذات سے) میں اِس واقعے کا ایک بالکل دوسرا رخ پیش کیا ہے۔ جس کو اردو ترجمے میں پیش کرتے ہوئے مترجم جناب کاظمی صاحب نے سیّد مودودی کے اوپر پیش کردہ حاشیے کو بھی نقل کیا ہے، بعض اصحاب السیر اور مفسرین سے مارٹن لنگز کی تائید ہوتی ہے، لیکن اکثریت وہی رائے رکھتی ہے جو سیّد مودودی نے پیش کی ہے (واللہ اعلم)۔ معلومات کے لیے ہم مارٹن لنگز کی تحریر کا ترجمہ پیش کرتے ہیں:

"جہاں تک ابو عامر کے چچازاد بھائی ابنِ اُبی کا تعلق ہے تو غزوہ تبوک کے بعد والے مہینے میں وہ شدید بیمار پڑا اور چند ہفتوں کے اندر یہ بات نظر آنے لگی کہ اُس کا جانبر ہونا محال ہے۔ روحانی طور پر اُس کا انتقال جس کیفیت میں ہوا، اُس بارے میں اختلاف ہے لیکن اس حقیقت پر تمام روایات کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی [ایسا نہیں ہے (مصنف)]۔ اس کے دفن کیے جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کی قبر کے قریب دعا

فرمائی۔ ایک روایت کے مطابق جب رسول اللہ ﷺ نمازِ جنازہ ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے تھے تو عمرؓ نے احتجاجاً عرض کیا کی آپؐ ایک منافق کو یہ اعزاز کیوں عطا فرمارہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ سے فرمایا "عمرؓ تم میرے پیچھے کھڑے ہو۔ مجھے انتخاب کا اختیار دیا گیا ہے اور میں نے انتخاب کر لیا ہے۔ مجھ سے کہا گیا ہے "تم چاہے ایسے لوگوں کے لیے معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو اگر تم ستّر مرتبہ بھی انھیں معاف کرنے کی درخواست کرو گے تو اللہ انھیں ہر گز معاف نہ کرے گا[5]" اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے ستّر سے زیادہ بار مغفرت طلب کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادے گا تو میں مغفرۃ کی طلب میں اضافہ کر لیتا۔[6]" پھر رسول اللہ ﷺ نے نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور جنازے کے ہمراہ قبرستان تشریف لے گئے اور قبر کے برابر کھڑے ہو گئے۔ کچھ ہی دیر بعد منافقین کے بارے میں یہ وحی نازل ہوئی "اور آیندہ اِن میں کوئی مر جائے تو اس کی نمازِ جنازہ بھی تم ہر گز نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا کیوں کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے اور اس حال میں مرے ہیں کہ وہ فاسق تھے۔[7]" لیکن ایک دوسری روایت کے مطابق [8] یہ آیت پہلے ہی نازل ہو چکی تھی اور ان آیات کا حصہ تھی جو تبوک کے فوراً بعد نازل ہوئی تھیں۔ اس آیت کا اطلاق ابن ابی پر نہیں ہوتا تھا کیوں کہ رسول اللہ ﷺ اس کی بیماری کے دوران بھی اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے رہے۔ آپ ﷺ نے دیکھا تھا کہ موت کے احساس نے اس میں تبدیلی پیدا کر دی تھی، اس نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی تھی کہ وہ اپنے کپڑوں میں سے کوئی جامہ اُسے عنایت کریں، جس میں اُسے کفنایا جائے۔ اِس نے یہ درخواست بھی کی تھی کہ آپؐ اُس کی میت کے ساتھ قبرستان جائیں اور رسول اللہ ﷺ نے اُس کی خواہش کا احترام کرنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ پھر ایک موقع پر اُس نے کہا تھا "اے اللہ کے رسولؐ مجھے امید ہے آپؐ میری قبر کے کنارے کھڑے ہو کر میرے حق میں دعا فرمائیں گے اور میرے حق میں گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ سے طالب ہوں گے۔" رسول اللہ ﷺ نے درخواست بھی قبول فرمائی تھی اور ابن ابی کی موت کے بعد آپؐ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ ابن اُبی کے فرزند عبداللہؓ ان تمام باتوں کے شاہد تھے۔" [سیّد المرسلین محمد ﷺ، مارٹن لنگز (ابو بکر سراج الدین) مترجم کاظم جعفری، آفاق پبلیکیشنز، ٹورنٹو، کینیڈا، ۲۰۰۷]

5: قرآن مجید ۹:۸۰ — 6: ابن اسحاق ۶۹۷

7: قرآن مجید ۸۴ — 8: یہاں کتاب کے مترجم کاظم جعفری صاحب نے تفہیم القرآن سے سورہ توبہ کا حاشیہ ۸۸ درج کیا ہے، جو شاید اُن کے خیال میں زیادہ معتبر ہے، یہی راقم کا خیال ہے (واللہ اعلم)

وَ اِذَآ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ
جَاهِدُوۡا مَعَ رَسُوۡلِهِ اسۡتَاۡذَنَكَ اُولُوا
الطَّوۡلِ مِنۡهُمۡ وَ قَالُوۡا ذَرۡنَا نَكُنۡ مَّعَ
الۡقٰعِدِيۡنَ﴿۸۶﴾ رَضُوۡا بِاَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مَعَ
الۡخَوَالِفِ وَ طُبِعَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا
يَفۡقَهُوۡنَ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوۡلُ وَ الَّذِيۡنَ
اٰمَنُوۡا مَعَهٗ جٰهَدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَ
اَنۡفُسِهِمۡ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الۡخَيۡرٰتُ ۚ وَ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ
جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ
خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ﴿۸۹﴾ ۱۱۶
وَ جَآءَ الۡمُعَذِّرُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ
لِيُؤۡذَنَ لَهُمۡ وَ قَعَدَ الَّذِيۡنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ
رَسُوۡلَهٗ ؕ سَيُصِيۡبُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا
مِنۡهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴿۹۰﴾ لَيۡسَ عَلَى
الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الۡمَرۡضٰى وَ لَا عَلَى
الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ مَا يُنۡفِقُوۡنَ حَرَجٌ
اِذَا نَصَحُوۡا لِلّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ ؕ مَا عَلَى
الۡمُحۡسِنِيۡنَ مِنۡ سَبِيۡلٍ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوۡرٌ
رَّحِيۡمٌ﴿۹۱﴾ وَّ لَا عَلَى الَّذِيۡنَ اِذَا مَاۤ اَتَوۡكَ
لِتَحۡمِلَهُمۡ قُلۡتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحۡمِلُكُمۡ
عَلَيۡهِ ۖ تَوَلَّوۡا وَّ اَعۡيُنُهُمۡ تَفِيۡضُ مِنَ
الدَّمۡعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوۡا مَا يُنۡفِقُوۡنَ﴿۹۲﴾ؕ

اور جب کوئی سورہ اتاری جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے جو لوگ مال و دولت کے لحاظ سے صاحب حیثیت ہیں وہ بھی تم سے درخواست کرنے لگے کہ انھیں معاف رکھا جائے کہ ہم بیٹھنے والوں ہی کے ساتھ رہیں گے۔اِن لوگوں نے پیچھے رہ جانے والیوں میں شامل ہونا پسند کیا۔ان کے دلوں کو سر بمہر کر دیا گیا،اب یہ کچھ نہیں سمجھتے۔لیکن رسولؐ نے اور اُسؐ کے ساتھ ایمان لانے والوں نے،اپنے جان و مال سے جہاد کیا اور حقیقت یہ ہے کہ ساری بھلائیاں انہی کے لیے ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔اللہ نے ان کے لیے وہ جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔۱۱۶ طرافِ مدینہ سے بہت سے بدّو لوگ آئے جنہوں نے بہانے تراشے تاکہ انہیں بھی رخصت دے دی جائے۔اِس طرح جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ سے جھوٹا عہد کیا تھا وہ بیٹھے رہے۔ان میں سے جن جن لوگوں نے کفر کیا ہے اُنھیں جلد ہی دردناک عذاب پکڑے گا۔ضعیف اور بیمار لوگ اور وہ لوگ جو شرکتِ جہاد کے لیے وسائل نہیں پاتے،اگر نہ جا پائیں تو اُن پر کوئی الزام نہیں جب کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اُن کی وفاداری ہو۔ایسے محسنین پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور اللہ در گزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے اور اسی طرح اُن لوگوں پر بھی کوئی الزام نہیں ہے جنہوں نے آکر تم سے کہا کہ آپؐ انہیں سواری مہیا کر دیں،تم نے اُنھیں بتایا کہ تم اُن کی سواری کے لئے کچھ بھی نہیں پاتے،وہ تیرے پاس سے پلٹتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ ان کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو رواں ہیں کہ افسوس کہ وہ خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں پاتے۔

اور جب کوئی سورہ اتاری جاتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ یعنی تم جو اللہ پر اپنے ایمان کے اقراری ہو تو اُس کا حق ادا کرو اور اس کے رسولؐ کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ہمیشہ دیکھا گیا کہ ان میں سے جو لوگ مال و دولت کے لحاظ سے صاحب حیثیت و استطاعت ہیں اُن کا ایک طبقہ بھی تم سے درخواست کرنے لگا کہ ہمیں جہاد کی شرکت سے معاف رکھا جائے کہ ہم بیٹھنے والوں ہی کے ساتھ رہیں گے۔اِن لوگوں نے خواتین کی مانند پیچھے رہ جانے والیوں میں شامل ہونا پسند کیا۔اِس بے ہودہ اور بزدلانہ روّیے کے نتیجے میں ان کے دلوں کو سوچنے سمجھنے اور حق کا ساتھ دینے کے لیے سر بمہر کر دیا گیا، تاکہ کفر پر مرنا اِن کا مقدر رہے، اب یہ کچھ نہیں سمجھتے۔ لیکن اِن نام نہاد مسلمانوں کے بر خلاف اللہ کے رسولؐ نے اور اُسؐ کے ساتھ ایمان لانے والوں نے، اپنے جان و مال سے جہاد کیا اور حقیقت یہ ہے کہ ساری بھلائیاں انہی کے لیے ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔اللہ نے ان کے لیے وہ جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔ کسی بھی انسان کی زندگی کی سب سے بڑی کامیابی انہی جنتوں کا پا جانا ہے۔۸۶-۸۹

اطرافِ مدینہ میں سے بھی بہت سے بدّو لوگ آئے جنھوں نے بہانے تراشے تاکہ انہیں بھی رخصت دے دی جائے۔اِس طرح تمام نام نہاد مسلمان جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ سے اپنے اسلام و ایمان کا جھوٹا عہد کیا تھا وہ جہاد میں حاضری سے جی چرا کے گھروں میں بیٹھے رہے اور پہچانے گئے اور اس طرح یہ مقدر ہو گیا کہ ان میں سے جن جن لوگوں نے کفر کو اختیار کیا ہے جلد ہی دردناک عذاب اُنھیں پکڑے گا۔ناطاقتی کے باعث ضعیف اور بیمار لوگ اور وہ لوگ جو شرکتِ جہاد کے لیے وسائل نہیں پاتے، اگر نہ جا پائیں تو اُن پر کوئی الزام نہیں جب کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اُن کی وفاداری ہر شبہ سے بالاتر ہو،اِس پر اُن کا سابقہ ریکارڈ گواہ ہو۔ایسے اعلیٰ درجے کے نیکو کاروں یعنی محسنین پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور اللہ حقیقی مجبوریوں کے تحت ناکارکردگی سے درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔اسی طرح اُن لوگوں پر بھی جہاد سے غیر حاضری کا کوئی الزام اور گناہ نہیں ہے جنھوں نے خود آکر تم سے کہا کہ آپؐ انہیں کم و بیش ۷۰۰ کلومیٹر طویل جہاد کے سفر کے لیے کوئی سواری مہیا کر دیں، تم نے اُنھیں بصد افسوس و مجبوری بتایا کہ تم اُن کی سواری کے لئے کچھ بھی نہیں پاتے، وہ تیرے پاس سے پلٹتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ ان کی آنکھوں سے اس غم میں آنسو رواں ہیں کہ افسوس کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد پر خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں پاتے۔

پچھلے صفحات میں، غزوہ تبوک سے واپسی پر نازل ہونے والی آیات کے پہلے گروپ کی وضاحت اللہ کی توفیق

سے مکمل ہوئی اور اب مطالعے اور تفکر و تدبر کے لیے ۹۳ تا ۱۱۲ آیات کا دوسرا گروپ سامنے ہے۔ آیات کے اس گروپ میں مسلمانوں کے درمیان حق و باطل کی کشمکش کے موقع پر پائے جانے والے مختلف طبقات یا گروہوں کا تذکرہ ہے۔ اگرچہ زمان و مکان کے لحاظ سے یہ بیان سنہ ۹ ہجری میں مدینے سے قبا تک کے علاقے پر پھیلا ہوا ہے لیکن اس کے مندرجات زمان و مکان کی قید سے آزاد ہر دور میں ہر زمانے میں کسی بھی مقام و مکان پر حق و باطل کی کشمکش کے دوران اسلام کے نام لیواؤں کے درمیان اُبھرنے والے انسانی کرداروں کی تمثیل بیان کرتا ہے۔

۲ جہاد نے مسلم جماعت کے طبقات کو واضح کر دیا آیات: ۹۳ تا ۱۱۲

۷.	جو جہاد پر نہ جا سکے، اُن کا سوسائٹی میں مقام	[۹۳ تا ۹۸]
۸.	وفادار اور نیکوکار مجاہدین	[۹۹ تا ۱۰۰]
۹.	غیر شعوری مسلمان	[۱۰۱]
۱۰.	متخلّفین کا معاملہ	[۱۰۲ تا ۱۰۶]
۱۱.	مسجدِ ضرار	[۱۰۷ تا ۱۱۰]
۱۲.	حقیقی مومن کون ہیں؟	[۱۱۱ تا ۱۱۲]

دوسرے حصے (آیات ۹۳ تا ۱۱۲) میں یہ صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ دورِ نبوت میں اسلام کا نام لینے والے لوگ تین طرح کے تھے، ❶ اوّل وہ لوگ تھے جن کو کہا گیا" وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ....." یہ حقیقی مومن تھے، اِن کے کردار کی بڑے ہی شان دار الفاظ "رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ" میں تعریف کی گئی۔ یہ لوگ دینِ اسلام کے لیے اپنے اوقات، جان، مال اور جذبات و احساسات لگانے والے تھے۔ ❷ دوم وہ مخلصین تھے جو قلبی اعتبار سے بالکل کھرے مومن تھے لیکن گاہے، غلطی سے اپنے نفس کو شیطان کے حوالے کر دیتے ہیں یہ متخلّفین کہلائے۔ ❸ اور تیسرے وہ جو دوغلی فطرت والے منافقین، جنھیں درحقیقت اسلام سے کوئی دل چسپی نہیں، محض نام کے مسلمان تھے حقیقتاً اسلام کے دشمن اور مارہائے آستین تھے۔ یہی وہ لوگ تھے جنھوں نے اسلام کے خلاف صلاح و مشورہ کے لیے اور باہر سے آنے والے دشمنانِ دین کے لیے بنائے گئے گیسٹ ہاوس کا نام مسجد رکھا تھا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے کلام مجید میں مسجدِ ضرار کے نام سے یاد کیا اور رسول ﷺ نے اُس کو جنگ

سے واپس آتے ہی آگ لگوادی تھی۔ ❹ ایک آخری قسم غیر شعوری مسلمانوں کی تھی، یہ دین کے دشمن نہیں تھے لیکن دین کے کسی کام کے بھی نہیں تھے، یہ اسلام سے ناآشنا، پیٹ کے بندے تھے، یہ بدّو تھے۔ یہ دورِ حاضر کے مسلمان عوام کالانعام کی مانند تھے۔

ابھی مسلمانوں کا لشکر مدینے پہنچا ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو یہ بتایا کہ یہ غیر حاضر رہنے والے منافقین تمھارے پاس آکر جھوٹے بہانے بنائیں گے، اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ تو ہر گز ایسے فاسق لوگوں سے راضی ہونے والا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب میں منافقین کا یہ تذکرہ آخری بار ہے، اس کے بعد قرآن مجید میں نازل ہونے والی آخری ترین سورت سُوْرَۃُ النَّصر رہ جائے گی، جو آپ ﷺ کی وفات کی خبر دیتی [1] ہے۔ جس میں منافقین کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ منافقین اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے دورِ نبوت میں کسی بھی غیر مسلم دشمن کے مقابلے میں زیادہ خطرناک تھے اور آج بھی ویسے ہی مارِ آستین ہیں۔ حق و باطل کی کشمکش میں نفاق کا مقابلہ اخلاص کے سوا کسی اور چیز سے نہیں کیا جا سکتا اور اللہ تبارک و تعالیٰ اخلاص میں ایسی برکت دیتا ہے کہ نفاق اُس کے آگے خاک ہو جاتا ہے۔

دورِ نبوت میں منافقین مدینے میں اقلیت میں تھے لیکن فتح مکہ کے بعد معاشرتی اور معاشی دباؤ کے ساتھ جب اسلام قبول کرنا ایک فیشن بن گیا تو اطراف مکہ و مدینہ میں آباد صحرائی بدوی قبولِ اسلام کے باوجود کفر و نفاق میں زیادہ سخت پائے گئے۔ اِن کے نفاق کی ایک وجہ یہ رہی کہ اُن کی بود و باش میں سب سے بڑی قدر اپنے لیے ضروریات زندگی کسی بھی طور، جائز و ناجائز طریقے سے حاصل کرنا تھی۔ تمدن سے ناآشنا تھے اور حدود اللہ سے واقفیت کا کوئی ذریعہ نہیں بنا تھا۔ اسلام نے جو فرض عبادات کا اور زکوٰۃ کا مطالبہ کیا اور لوٹ مار اور بے قید جنسی تعلقات کے ساتھ موسیقی، عیاشی اور دنیا پرستی کے مظاہر پر پابندی عائد کی تو انھیں یہ بات ناگوار لگی، اسلام کے غلبے کی وجہ سے، اسلام چھوڑنا تو ممکن نہیں تھا لیکن اندر سے اِن کی اسلام سے وابستگی نفاق میں بدل گئی اور یہ لوگ اسلام کے لیے بُرے وقت کے متمنی بن گئے، تاہم اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بات کو بھی بیان کیا کہ اِن میں ایسے بھی ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر حقیقی معنوں میں شعوری ایمان رکھتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کو اور اللہ کے رسولؐ کی دعاؤں کو قربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

---

1 ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے میری وفات کی خبر دے دی گئی ہے اور میرا وقت آن پورا ہوا بحوالہ: مسند احمد

یہاں اوپر مذکورہ منافقین کی دونوں اقسام کو آپس میں گڈمڈ نہیں ہونا چاہیے،

منافقین کی قسم اوّل : پہلی قسم اُن مدینے میں رہنے والوں کی ہے جو اسلام سے کما حقہ واقفیت رکھتے ہیں، بڑے دانش ور، روشن خیال اور مہذب (Enlightened and Civilized) خیال کیے جاتے ہیں۔ مگر نفس کی بندگی، ذاتی اور گروہی مفادات کا تحفظ، بے قید زندگی کا لطف، قدیم مشرکانہ رسومات وعقائد، وحی سے بے پرواعقل خام کی غلامی اور خود ساختہ نظریات وخیالات کی پیروی اُنھیں اسلام سے دور نہیں بلکہ اسلام کا اور اسلام کے علم برداروں کا دشمنِ جانی بنا دیتی ہے۔ یہ لوگ اپنے والدین اور عزیز واقارب کے اور ہم وطنوں کے مسلمان ہونے کی بنا پر اور مسلمانوں کے درمیان باعزت طور پر قابلِ قبول رہنے کے لیے اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس خود فریبی کا شکار رہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں، یہ پکے اور خالص منافق اور اسلام کے حقیقی دشمن ہیں، اِن کو قضائے شرعی سے کافر کہنا ممکن نہیں لیکن اللہ کو دھوکہ نہیں دے سکتے، قضائے الٰہی میں یہ کافر گردانے جائیں گے۔ افسوس یہ ہے کہ بلا استثنا مسلمان ممالک کا ادارہ جاتی اور غیر ادارہ جاتی مقتدر طبقہ اسی قبیل سے تعلق رکھتا ہے

منافقین کی قسم دوم دوسرے گروہ کا معاملہ یہ ہے کہ اُسے اسلام کا اور حدودِ الٰہی کا کما حقہ علم نہیں یہ لوگوں کی دیکھا دیکھی اور مسلمان گھروں میں پیدا ہو جانے کی بنا پر غیر شعوری مسلمان ہیں، اِن کے ماں باپ بھی اسی طرح کی بھیڑ چال چلنے کے عادی تھے اور ایسی ہی اولاد یہ دنیا میں چھوڑتے ہیں۔ یہ بدّو ہیں۔ کچھ ماہانہ اور سالانہ رسومات کے ساتھ مختون ہونا، نکاح کا خطبہ اور نمازِ جنازہ اِن کا کل دین ہے۔ اِن کی حقیقی دوستی صرف اور صرف اپنے ذاتی مفادات اور مال و دولت دنیا سے ہے، اِن کی اسلام سے کوئی حقیقی دشمنی نہیں ہے۔ دونوں گروہوں میں قدرے مشترک یہ ہے کہ نام کے مسلمان ہیں مگر اِن کے قلوب اسلام سے خالی ہیں۔

آیات کے اس گروپ میں مسلمانوں کے ایک تیسرے گروہ کا ذکر ہے جن کے قلوب میں اسلام جاگزیں ہے اور یہ کسی تذبذب یا فتنے کا شکار نہیں ہیں مگر نفس کے بہکاوے اور شیطان کے وسوسوں کے زیرِ اثر یا کبھی نیکی کی راہ میں تیزی سے بڑھنے سے رہ جاتے ہیں۔ یہ وہ مخلصین ہیں جو کاہلی کا شکار ہوئے اور تبوک کے غزوے میں شامل نہ ہو پائے۔ اللہ نے اِن کی توبہ اِن کی جانب سے قابلِ لحاظ صدقات [2] کے ساتھ قبول کر لی اور کہا گیا کہ یہ آئندہ اپنے طرزِ عمل سے اپنے ایمان واخلاص کی گواہی دیں گے۔ یہ گروہ متخلّفین کا گروہ کہلایا۔

---

[2] کل جائیداد اور اثاثہ جات کا ایک تہائی اللہ کی راہ میں خیرات کرنے پر

اِن تینوں گروہوں سے ماسوا چوتھا انسانوں کا ایک گروہ ہے جو ہر دم اطاعت پر آمادہ ہے، جوں ہی تبوک کے لیے جہاد کی پکار بلند ہوئی وہ اپنے جان و مال کے ساتھ حاضر ہو گئے، یہ گروہ قرآن کے انسانِ مطلوب افراد سے تشکیل پایا ہے، اِن کی شناخت توراۃ اور انجیل میں بھی درج کی گئی تھی، اور تاریخ کے ہر دور میں یہی لوگ ہوتے ہیں جو اعلائے کلمۃ اللہ اور اقامت دین کا فرض ادا کرتے اور اللہ کی بارگاہ میں اپنی جان، مال، اوقات، احساسات اور اولاد کو قربان کرتے ہیں۔ اِن کی شان دار الفاظ میں یوں تعریف کی گئی:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ	"(اے نبیؐ) وہ بار بار توبہ کرنے والے، عبادت میں ہمہ دم مصروف، اُس کی تعریف کے گُن اور شکر کے ترانے گانے والے، اُس کی خاطر زمین میں متحرک رہنے والے، رکوع اور سجدوں میں پڑے رہنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، بدی سے روکنے والے، اور اللہ کے عطا کردہ اصول و ضوابط کی پابندی (حفاظتِ حدود) کرنے والے ہیں اور ان بیان کردہ اوصاف کے حامل مومنوں کو خوشخبری دے دو"

یہ وہ گروہ ہے جس کے لیے سُورۃُ التوبہ میں مالک نے فخریہ انداز میں کہا کہ: رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ یہ میرے وہ بندے ہیں جن سے میں راضی ہوں اور وہ مجھ سے راضی ہیں۔ اللہ کا بندے سے راضی ہو جانا یقیناً بہت بڑی بات ہے لیکن بندے کا اللہ کے ہر فیصلے پر راضی رہنا اور اسے زندگی کا وطیرہ بنا لینا، انسانوں کے لیے مشکل ترین کام ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جو اللہ کو دیے ہوئے ابلیس کے چیلنج کا جواب ہیں، اللہ کے اِن بندوں پر اُس کا زور نہیں چلتا۔ کلام مجید میں یہ تعریف و تحسین کا جملہ اب آخری مرتبہ ہجرت کے نویں برس میں نازل ہو رہا ہے، اس سے قبل یہ تین مزید مواقع پر ہجرت کے پہلے، چھٹے اور ساتویں برس نازل ہوا تھا۔ سب سے پہلے جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کے لیے پابہ رکاب تھے۔ کہا گیا تھا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ؕ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ	جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کیے، وہ یقیناً بہترین خلائق ہیں ○ اُن کی جزا اُن کے رب کے پاس ہمیشگی کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

فِیۡهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّهٗ ﴿۸﴾	یہ سب، اُس کے لیے ہے جو اپنے مالک کی پکڑ سے ڈرا ○ [۹۸ سُوۡرَۃُ الۡبَیِّنَۃ. آیات ۸،۷، صفر ہجرت کا پہلا برس]

یہ تحسین وآفریں کا جملہ دوسری مرتبہ غزوۂ خندق کے بعد سنہ ۶ ہجری کے پہلے مہینے، محرم میں نازل ہونے والی سُوۡرَۃُ الۡمُجَادِلَۃ میں غلبہ دین کی بشارت کے ساتھ فرمایا گیا:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ وَ لَوۡ كَانُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَهُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَهُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَهُمۡ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِیۡمَانَ وَ اَیَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ ؕ وَ یُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزۡبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۲۲﴾	اللہ نے طے کر دیا ہے کہ میں [یعنی اللہ] ضرور بالضرور غالب رہوں گا اور میرے رسول۔ یقیناً اللہ زبردست اور زور آور ہے﴿۲۱﴾ تم کبھی ایسے لوگ نہ دیکھ پاؤ گے کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہوں وہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے دشمنی کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے، یا ان کے بھائی یا ان کے رشتے اور برادری کے لوگ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت (پختہ) کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک جذبہ عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے۔ وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی رہے، وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں۔ خبردار رہو، اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں﴿۲۲﴾ ع ۳

اور پھر یہ تعریفی جملہ جناب مسیح علیہ السلام کی شان میں آخری مرتبہ محرم ۷ ہجری میں کتابِ مجید کی سُوۡرَۃُ الۡمَآئِدَۃ میں اُس موقع پر وارد ہوا جب مسیح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور صداقت کے ساتھ اپنی صفائی پیش کر دی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے کہا کہ:

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا یَوۡمُ یَنۡفَعُ الصّٰدِقِیۡنَ صِدۡقُهُمۡ ؕ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا	اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے اُن کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، اُن کے لیے ایسے باغ ہیں

الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۱﴾	جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہی بڑی کامیابی ہے۔ آیہ ۱۱۹

مسجد ضرار

جوں ہی اطلاعات آنی شروع ہوئیں کہ قیصرِ روم مدینے پر حملے کی تیاری کر رہا ہے، عامر فاسق [المعروف بہ راہب] کے مشورے پر منافقین نے مسجد قبا سے ایک مناسب فاصلے پر ایک مکان بنوایا تھا۔ عامر فاسق حنین میں مسلمانوں کے خلاف لڑا، ناکام ہو کر شام میں اقامت گزیں ہو گیا تھا اور رومی سلطنت کو مدینے پر حملہ آور ہونے کے لیے اُکسا رہا تھا۔ وہ خواہش کرتا تھا کہ قیصر روم مسلمانوں پر چڑھائی کر کے باہر سے آئے ہوئے مسلمانوں یعنی رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین کو مدینہ سے نکال دے اور اُس کے خالہ زاد بھائی عبداللہ بن اُبی کو بادشاہ بنا دیا جائے۔ قیصر روم کی اجتماعی مدد کے لیے انھوں نے یہ مکان بنوایا تھا اور اعلان یہ کیا تھا کہ وہ ایک مسجد بنا رہے ہیں کیوں کہ بہت سے کمزور لوگوں کو مسجد قبا میں آنا جانا دور پڑتا ہے، یہ مسجد اُن کو آسانی مہیا کرے گی۔ در حقیقت اس تعمیر کے تین مقاصد تھے

(۱) اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گفتگو، مشوروں اور اسلحہ اسٹور کرنے کے لیے ایک عمارت بنانا

(۲) قدیم مسجد قبا کے نمازیوں کے ایک حصے کو یہاں لانا اور تشکیک کا شکار بنانا

(۳) باہر سے آنے والے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے دشمنوں کے لیے جائے پناہ اور قیام گاہ

منافقین نے مسجد تعمیر کرنے کے بعد مسلمانوں کو فریب دینے کے لیے یہ ارادہ کیا کہ خود رسول اللہ ﷺ سے اِس میں ایک نماز پڑھوا دیں تاکہ سب مسلمان مطمئن ہو جائیں کہ یہ بھی ایک مسجد ہے ان کا ایک وفد آپؐ کے پاس آیا، اُن دنوں آپؐ غزوۂ تبوک کی تیاری میں مشغول تھے، منافقین نے درخواست کی کہ آپؐ کسی وقت یہاں تشریف لا کر نماز پڑھیں، تاکہ برکت حاصل ہو، آپؐ نے فرمایا کہ واپسی پر اس میں نماز پڑھ لیں گے۔ اس مسجد کو تبوک سے واپسی میں مدینہ پہنچنے سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ڈھا دیا گیا۔

اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَکَ	بے شک الزام تو بس ان پر ہے جو تم سے اجازت طلب کرتے

وَ هُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ
الْخَوَالِفِ ۙ وَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ
اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا
لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ
اَخْبَارِكُمْ ؕ وَ سَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ
رَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ
الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا
انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ
فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۫ وَّ
مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا
عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا
يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾
اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ
اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى
رَسُوْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَ مِنَ
الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا
وَّ يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ
دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾
وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ

ہیں حالاں کہ وہ مال دار ہیں۔انہوں نے گھر بیٹھنے والی زنانیوں میں شامل ہونا پسند کیااور اللہ نے ان کے دلوں پر ٹھپّہ لگادیا،اس لیے اب یہ کچھ نہیں جانتے۔ جب تم پلٹ کر ان کے پاس پہنچو گے تو یہ معذرتیں پیش کریں گے، تم کہہ دینا کہ بہانے نہ بناؤ ہم تمھاری کسی بات کا ہر گز یقین نہ کریں گے۔ اللہ نے ہمیں تمہارے حالات بتا دیے ہیں۔اب اللہ تمہارے طرزِ عمل کو دیکھے گا اور اس کا رسولؐ بھی۔ پھر تم اُس کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو کھلی اور چھُپی ہر چیز کا جاننے والا ہے اور وہ تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔ یہ لوگ تمہاری واپسی پر تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑدو۔ بے شک تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑدو یہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنّم ہے، ان کے کرتوتوں کا بدلہ ! یہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ،سو، اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ تو ہر گز ایسے فاسق لوگوں سے راضی ہونے والا نہیں۔ یہ عرب بدوی کفر و نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور ان کا اللہ کی حدود سے جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر اُتاری ہیں بے خبر ہونا قرینِ حالات ہے۔اللہ سب کچھ جانتا ہے اور حکیم و دانا ہے۔ ان بدویوں میں ایسے بھی لوگ موجود ہیں جو فی سبیل اللہ کچھ خرچ کرتے ہیں تو اسے اپنے اوپر جرمانہ سمجھتے ہیں اور تمہارے لیے برے وقت کے متمنی ہیں۔حالاں کہ برا وقت خود انہی پر پڑنے والا ہے اور اللہ سب کچھ سُنتا اور جانتا ہے۔ اور انہی بدویوں میں ایسے بھی ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

بے شک الزام تو بس ان پر ہے جو تم سے جہاد پر نہ جانے کے لیے جھوٹے سچے بہانوں سے اور باتیں بنانے کے ذریعے اجازت طلب کرتے ہیں حالاں کہ وہ مال دار ہیں۔ انہوں نے گھر بیٹھنے والی زنانیوں میں شامل ہونا پسند کیا اور اللہ نے ان کے دلوں پر کبھی حق کی جانب نہ پلٹنے والوں میں مرنے کا ٹھپّہ لگا دیا، اس لیے اب یہ کچھ نہیں جانتے کہ حق کیا ہے اور ناحق کیا؟۔ اے نبیؐ، جب تم تبوک سے واپسی کے سفر کے بعد پلٹ کر ان کے پاس مدینے میں پہنچو گے تو یہ جہاد میں نہ پہنچنے والے معذرتیں پیش کریں گے، تم بلا کسی لاگ لپیٹ کے صاف کہہ دینا کہ بہانے نہ بناؤ ہم کسی قیمت پر تمہاری باتوں میں آنے والے نہیں، تمہاری کسی بات کا ہرگز یقین نہ کریں گے۔ اللہ نے ہمیں تمہارے حالات بتا دیے ہیں۔ اب اِس غیر حاضری اور نافرمانی کے بعد اللہ تمہارے طرزِ عمل کو دیکھے گا اور اس کا رسولؐ بھی۔ پھر ایک روز موت آنے پر تم اس کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو کھلی اور چھُپی ہر چیز کا جاننے والا ہے اور وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔ یہ لوگ تمہاری واپسی پر تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ بے شک تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو، ہرگز اِن کو اپنے بااعتماد مسلمانوں میں شمار نہ کرو یہ سراپا ناپاک ہیں، کسی کام کے نہیں اور ان کا اصلی ٹھکانا جہنّم ہے ان کے کرتوتوں کا بڑا ہی مناسب بدلہ! یہ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، سو، اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ تو ہرگز ایسے فاسق لوگوں سے راضی ہونے والا نہیں۔ یہ عرب بدوی، کفر و نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور ان کا اللہ کی حدود سے جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر اُتاری ہیں بے خبر ہونا بہت قرینِ حالات ہے، ایسا شہروں سے دور رہ کر اِن کی علم تک نارسائی کی بنا پر ہے۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور حکیم و دانا ہے۔ ان بدویوں میں ایسے بھی ناچار مسلمان شُد لوگ موجود ہیں جو فی سبیل اللہ کچھ خرچ کرتے ہیں تو اسے اپنے اوپر جرمانہ سمجھتے ہیں، اور تمہارے لیے برے وقت کے متمنی ہیں کہ مدینے کا اقتدار کسی بحران کا شکار ہو تو وہ اپنی گردن سے اسلامی عقائد و تمدن کے، اور معاہدوں کے دائرے سے باہر نکل کر اپنی خود مختارانہ تہذیب سے عاری لوٹ مار کی زندگی کی طرف لوٹ جائیں ۔ حالاں کہ برا وقت خود انہی پر پڑنے والا ہے اور اللہ سب کچھ سُنتا اور جانتا ہے۔ اور سارے ہی بدوی نفاق کا شکار نہیں ہیں انہی بدویوں میں ایسے بھی ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر حقیقی معنوں میں شعوری ایمان رکھتے ہیں۔

وَ يَتَّخِذُ مَا يُنۡفِقُ قُرُبٰتٍ عِنۡدَ اللّٰهِ وَ
صَلَوٰتِ الرَّسُوۡلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرۡبَةٌ لَّهُمۡ ؕ
سَيُدۡخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
١٢٦ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۹۹﴾ وَ السّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ
مِنَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَ الۡاَنۡصَارِ وَ الَّذِيۡنَ
اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ
وَ رَضُوۡا عَنۡهُ وَ اَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ
تَحۡتَهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ
ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۰۰﴾ وَ مِمَّنۡ حَوۡلَكُمۡ
مِّنَ الۡاَعۡرَابِ مُنٰفِقُوۡنَ ؕۛ وَ مِنۡ اَهۡلِ
الۡمَدِيۡنَةِ ؔۛ مَرَدُوۡا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا
تَعۡلَمُهُمۡ ؕ نَحۡنُ نَعۡلَمُهُمۡ ؕ سَنُعَذِّبُهُمۡ
مَّرَّتَيۡنِ ثُمَّ يُرَدُّوۡنَ اِلٰى عَذَابٍ
عَظِيۡمٍ ﴿۱۰۱﴾ وَ اٰخَرُوۡنَ اعۡتَرَفُوۡا
بِذُنُوۡبِهِمۡ خَلَطُوۡا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ
سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ
صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَ تُزَكِّيۡهِمۡ بِهَا
وَصَلِّ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمۡ ؕ
وَ اللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا اَنَّ
اللّٰهَ هُوَ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ عَنۡ عِبَادِهٖ وَ
يَاۡخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ
الرَّحِيۡمُ ﴿۱۰۴﴾

اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُس کو اور رسولؐ کی دعاؤں کو قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں سو بے شک یہ اُن کے لیے اللہ سے قربت ہی کا ذریعہ ہے اور اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا، یقیناً اللہ غفور ور حیم ہے۔۱۲۶ اور مہاجرین و انصار، جنہوں نے سبقت اور اوّلیت حاصل کی، پھر وہ لوگ بھی جنھوں نے اُن کے بعد عمدہ ترین طور سے اُن کی پیروی کی، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اور اُس نے اِن کے لیے ایسے باغ تیّار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور کچھ تمہارے شہر کے اطراف میں جو بدوی رہتے ہیں ان میں سے اکثر اور کچھ مدینے والوں میں منافق ہیں، جو نفاق میں طاق ہو گئے ہیں۔ اے نبیؐ، تم اِنہیں نہیں جانتے، ہم ان کو جانتے ہیں۔ جلد ہی ہم انھیں دوہری سزا دیں گے، پھر وہ بڑے بھاری عذاب کے لیے واپس لائے جائیں گے۔ کچھ دوسرے لوگ بھی ہیں جنھوں نے اپنی کمزوریوں کا اعتراف کر لیا ہے۔ انھوں نے اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کیے۔ بعید نہیں کہ اللہ ان پر مہربانی سے پلٹ آئے (معاف کر دے اور توبہ قبول کر لے)، بلاشبہ اللہ غفور رحیم ہے۔ اے نبیؐ، تم ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر ان کا تزکیہ کرو، اور ان کے لیے دعا کرو کیونکہ تمہاری دُعا ان کے لیے وجہ تسکین ہو گی اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ کیا اِن لوگوں کو نہیں معلوم ہے کہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے وہی صدقات کو قبول کرتا ہے، اور یہ کہ اللہ بہت معاف کرنے والا اور رحیم ہے؟

اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُس کو اور رسولؐ کی دعاؤں کو قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ سو بے شک اُن کا ایمان اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا یہ اُن کے لیے اللہ کی رضا اور اُس سے قربت ہی کا ذریعہ ہے اور اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا، یقیناً اللہ غفور و رحیم ہے۔ ۶ع ۱۲

اور اے نبیؐ، مہاجرین و انصار، جنھوں نے پہلے مکے کے اور پھر مدینے کے لوگوں میں سے تمھاری رسالت کی تصدیق کرنے میں اور اہلِ ایمان میں شامل ہونے میں سبقت اور اوّلیت حاصل کی، پھر وہ لوگ بھی جنھوں نے اُن کے بعد اخلاص و وفا کے عمدہ ترین طور سے اُن کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اور اُس نے اِن تمام کے لیے ایسے باغ تیّار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اِن جنتوں میں داخلہ، کسی بھی انسان کو نصیب ہو جانے والی یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور کچھ تمہارے شہر کے اطراف میں جو بدوی رہتے ہیں ان میں سے اکثر اور کچھ مدینے والوں میں دوغلی پالیسی اور شخصیتوں والے منافق ہیں، جو نفاق کی فن کاریوں میں طاق (expert) ہو گئے ہیں۔ اے نبیؐ، تم اِن کی فریب کاریوں کے سبب اِنہیں نہیں جانتے، ہم ان کو جانتے ہیں۔ جلد ہی ہم ان پر ذلت کو مسلط کرنے اور تمھیں سرخ رو کرنے کی شکل میں دوہری سزا دیں گے، پھر وہ بڑے بھاری عذاب کے لیے ہمارے پاس واپس لائے جائیں گے۔ اِن مذکورہ، جھوٹے منافقین اور صادق القول مومنین کے دو گروہوں سے ماسوا تمہارے ساتھ کچھ دوسرے لوگ بھی ہیں جنھوں نے اپنی کم زوریوں کا اعتراف کر لیا ہے۔ انھوں نے اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کیے۔ بعید نہیں کہ اللہ ان پر مہربانی سے پلٹ آئے (معاف کر دے اور توبہ قبول کر لے)، بلاشبہ اللہ غفور رحیم ہے۔ اے نبیؐ، اِن کے گناہوں کے ازالے کے لیے تم ان کے اموال نقد اور غیر منقولہ میں سے کچھ صدقہ لے کر ان کا تزکیہ کرو تاکہ یہ گناہوں سے بچ کر نیکی کی راہ میں آگے بڑھ سکیں، اور ان کے لیے دعا کرو کیونکہ تمہاری دُعا ان کے لیے وجہ تسکین ہو گی اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ کیا اِن، جہاد سے غیر حاضر رہ جانے والے، اپنے گناہوں پر بہت زیادہ پشیمان لوگوں کو نہیں معلوم ہے کہ اللہ ہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے وہی صدقات کو قبول کرتا ہے، اور یہ کہ اللہ بہت معاف کرنے والا اور رحیم ہے؟

وَ قُلِ اعۡمَلُوۡا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمۡ
وَ رَسُوۡلُہٗ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ وَ سَتُرَدُّوۡنَ
اِلٰی عٰلِمِ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ
فَیُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ وَ
اٰخَرُوۡنَ مُرۡجَوۡنَ لِاَمۡرِ اللّٰہِ اِمَّا
یُعَذِّبُہُمۡ وَ اِمَّا یَتُوۡبُ عَلَیۡہِمۡ ؕ وَ
اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَ الَّذِیۡنَ
اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا وَّ کُفۡرًا وَّ
تَفۡرِیۡقًۢا بَیۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ اِرۡصَادًا
لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ
وَ لَیَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّا الۡحُسۡنٰی ؕ وَ
اللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ - لَا
تَقُمۡ فِیۡہِ اَبَدًا ؕ لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَی
التَّقۡوٰی مِنۡ اَوَّلِ یَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ
تَقُوۡمَ فِیۡہِ ؕ فِیۡہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوۡنَ اَنۡ
یَّتَطَہَّرُوۡا ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ
الۡمُطَّہِّرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ اَفَمَنۡ اَسَّسَ بُنۡیَانَہٗ
عَلٰی تَقۡوٰی مِنَ اللّٰہِ وَ رِضۡوَانٍ خَیۡرٌ
اَمۡ مَّنۡ اَسَّسَ بُنۡیَانَہٗ عَلٰی شَفَا
جُرُفٍ ہَارٍ فَانۡہَارَ بِہٖ فِیۡ نَارِ جَہَنَّمَ ؕ
وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۰۹﴾

اور اے نبیؐ، لوگوں سے کہہ دو کہ تم عمل کرو، اللہ اور اس کا رسولؐ اور مومنین سب دیکھیں گے کہ تمہارا طرزِ عمل کیا ہے، اور ضرور تم کو جلد ہی اُسی کے پاس جانا ہے جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں کا جاننے والا ہے، پھر وہ تمھیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے۔اور کچھ دُوسرے لوگ بھی ہیں جن کا معاملہ ابھی اللہ کے حکم کے آنے تک ملتوی ہے، چاہے اُنہیں سزادے اور چاہے مہربانی کے ساتھ اُن پر پلٹ آئے (توبہ قبول کر لے) اللہ خوب جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ کچھ اور لوگ ہیں ، جنھوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے، کفر کو پھیلانے اور اہلِ ایمان میں پُھوٹ ڈالنے کے لیے ایک مسجد بنائی ہے، (ہرگز نہیں) یہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ برسرجنگ رہ چکنے والے کا اڈا بنا ہے۔ وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کسی چیز کا نہ تھا۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ نرے جھوٹے ہیں۔ خبردار، تم ہرگز اس میں کھڑے نہ ہونا۔ وہ مسجد جس کی بنیاد اول روز سے تقوٰی پر رکھی گئی تھی وہی اس کی زیادہ حق دار ہے کہ تم اس میں اللہ کے سامنے کھڑے ہو، یہاں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور پاکیزگی کو محبوب رکھنے والوں ہی سے اللہ کو محبت ہوتی ہے۔ آیا وہ بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور اس کی رضا کی طلب پر رکھی ہو؟ یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیادیں کھوکھلی بے ثبات گگر پر اُٹھائیں، اور وہ اُسے لے کر آتشِ جہنم میں جا گرے؟ اور اللہ ایسے ظالموں کو کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

اور اے نبیؐ، معافی چاہ کر اور صدقے دے کر، اِن دونوں امور کی قبولیت کی امید رکھنے والے لوگوں سے کہہ دو کہ تم عمل کرو، اللہ اور اس کا رسولؐ اور مومنین سب دیکھیں گے کہ تمہارا طرزِ عمل کیا اب بھی منافقین کی مانند ہی رہتا ہے یا پاکیزہ مومنین و مخلصین کی مانند تم اپنے آپ کو تبدیل کر لیتے ہو؟ اور ضرور تم کو جلد ہی اُسی کے پاس جانا ہے جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں کا جاننے والا ہے، پھر وہ تمھیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے۔ اور کچھ دُوسرے لوگ بھی ہیں جن کا معاملہ ابھی اللہ کے حکم کے آنے تک ملتوی ہے، چاہے اُنہیں سزا دے اور چاہے مہربانی کے ساتھ اُن پر پلٹ آئے (توبہ قبول کر لے) اللہ خوب جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ کچھ اور لوگ ہیں، جنہوں نے مدینے کے مضافات میں مسجدِ قبا کے قریب اسلام کے پھیلتے ہوئے اثرات اور مدینہ کی حکومت کے استحکام کو نقصان پہنچانے، رسالتِ محمدی کے انکار اور انکاریوں (کفر اور کافروں) کو پھیلانے اور اُن کو تقویت دینے، اور اہلِ ایمان میں پُھوٹ ڈالنے کے لیے ایک مسجد بنائی ہے، اے اللہ کے رسول ہم تمھیں بتاتے ہیں کہ یہ مسجد نہیں، بلکہ اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ بر سر جنگ رہ چکنے والے 'عامر راہب' کی فتنہ پروری کا ہیڈ کوارٹر (اڈا) بنا ہے۔ وہ منافقین جو اِس کو بنانے والے ہیں ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کسی دوسری چیز کا نہ تھا۔ مگر اللہ خود گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعی جھوٹے ہیں۔ اسلام کے خلاف سازشوں کے اس اڈے کو بنانے والے اِسے تقدس کا رنگ دینے کے لیے، تمھارے ہاتھوں، اے اللہ کے رسولؐ، افتتاح کا ڈھونگ رچا رہے ہیں کہ تم یہاں آکر ایک نماز کی امامت کر دو تاکہ یہ مقدس ہو جائے، خبردار، تم ہرگز اس عمارت میں داخل نہ ہونا، کھڑے تک نہ ہونا۔ اِس اڈے کے قرب میں مسجد قبا ہے، یہ وہ مسجد ہے جس کی بنیاد اول روز سے تقوٰی پر رکھی گئی تھی وہی اس کی زیادہ حق دار ہے کہ تم اس میں اللہ کے سامنے کھڑے ہو، اس میں نام نہاد مسلمان منافقین کا گزر نہیں ہوتا، یہاں ایسے لوگ ہیں جو عقیدے، نیت اور عمل کی پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں اور پاکیزگی کو محبوب رکھنے والوں ہی سے اللہ کو محبت ہوتی ہے۔ ذرا سوچو تو سہی، آیا وہ انسان بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور اس کی رضا کی طلب پر رکھی ہو؟ یا وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیادیں دریا کے کنارے کھوکھلی بے ثبات گر پڑ اُٹھائیں، اور وہ عمارت اُسے لے کر سیدھی آگ کے دریا، آتشِ جہنم میں جا گرے؟ جو اتنی سمجھ نہ رکھتے ہوں، ایسے ظالم منافقوں کو اللہ کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَةً فِیْ
قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ
۱۳۶ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی
مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ
اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ
یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَیْهِ
حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ
الْقُرْاٰنِ ؕ وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ
اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ
بَایَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْعَظِیْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ
الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ
السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ
لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا
اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَ لَوْ
كَانُوْۤا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا
تَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ
الْجَحِیْمِ ﴿۱۱۳﴾

یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے، ہمیشہ ان کے دلوں میں شک کی جڑ بنی رہے گی، ہاں مگر ان کے دل ہی اگر پاش پاش ہو جائیں تو خیر اور اللہ تعالیٰ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ ۱۳۶ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال جنّت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں، قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ اللہ کے ذمّے جنت، ایک سچا اور پکا وعدہ ہے تورات، انجیل اور قرآن میں۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جو اپنے وعدے کو وفا کرنے والا ہو؟ خوشیاں مناؤ اپنے اِس سودے پر جو تم نے اُس سے (یعنی اللہ سے) طے کر لیا ہے، اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ (اے نبیؐ) وہ بار بار توبہ کرنے والے، عبادت میں ہمہ دم مصروف، اُس کی تعریف کے گُن اور شکر کے ترانے گانے والے، اُس کی خاطر زمین میں متحرک رہنے والے، رکوع اور سجدوں میں پڑے رہنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، بدی سے روکنے والے، اور اللہ کے عطا کردہ اصول و ضوابط کی پابندی (حفاظتِ حدود) کرنے والے ہیں اور ان بیان کردہ اوصاف کے حامل مومنوں کو خوشخبری دے دو۔ نبیؐ کو اور ایمان والے مسلمانوں کو ہرگز زیبا نہیں کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں، چاہے وہ اُن کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنّم کے مستحق ہیں۔

مسجد کے نام پر یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے، ہمیشہ ان کے دلوں میں اسلام سے کفر اور اللہ پر ایمان کے مقابلے میں شک کی جڑ بنی رہے گی، انھوں نے اپنے اوپر کیسا ظلم کرلیا کہ اپنے دلوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جب تک کہ دل کا دھڑکنا بند نہ ہو جائے، ایمان کی صلاحیت سے محروم کرلیا ہے! اب اِن منافقین کا شک اور کفر سے نکلنا اتنا ہی ممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزرنا۔ ہاں مگر ان کے دل ہی اگر پاش پاش ہو جائیں تو خیر اور اللہ تعالیٰ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ ع ۱۳ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال جنّت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ اس معاہدہ فروخت کے مطابق اب مسلمانوں کے جسم و جان اور جو بھی متاعِ دنیا اُنھیں حاصل ہے اب وہ اللہ کی ملکیت ہو گئی، اب وہ اس بات کے پابند ہیں کہ اپنے تمام اوقات، صلاحیتوں، ذرائع و وسائل کو اللہ کی راہ میں لگا دیں۔ اس فروخت کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے کلمے کو، اُس کے بھیجے ہوئے دین کو سربلند کرنے کے لیے مسلمان اللہ کی راہ میں ضرورت پڑنے پر اللہ کے دشمنوں سے جنگ کرتے ہیں، قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ اِس سرگرمی کے عوض، اللہ کے ذمّے جنت، ایک سچا اور پکا وعدہ ہے جو بیان کیا گیا ہے تورات، انجیل اور قرآن، تینوں بڑی الہامی کتب میں۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے جو اپنے وعدے کو وفا کرنے والا ہو؟ پس اے ایمان والو، خوشیاں مناؤ اپنے اِس سودے پر جو تم نے اُس سے (یعنی اللہ سے) طے کرلیا ہے، اگر تم اس سودے میں خیانت نہیں کرتے اور اپنے جان و مال کو زمین پر کلیتاً اللہ کی مرضی پوری کرنے میں لگا دیتے ہو تو اللہ کی خوش نودی تمھیں جنت کی شکل میں ملے گی، اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اللہ سے یہ فروخت کا معاہدہ کرنے والے ہیں جو اللہ کی طرف اپنی کوتاہیوں کی معافی کے لیے بار بار پلٹنے والے یعنی توبہ کرنے والے، عبادت میں ہمہ دم مصروف (اُس کی بندگی بجالانے والے)، اُس کی تعریف کے گُن اور شکر کے ترانے گانے والے، اُس کے دین کو سربلند کرنے کی خاطر زمین میں متحرک رہنے والے، رکوع اور سجدوں میں پڑے رہنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، بدی سے روکنے والے، اور اللہ کے عطا کردہ اصول و ضوابط کی پابندی (حفاظتِ حدود) کرنے والے ہیں اور اے نبیؐ ان بیان کردہ اوصاف کے حامل مومنوں کو خوشخبری دے دو۔ نبیؐ کو اور ایمان والے مسلمانوں کو ہرگز زیبا نہیں کہ مشرکوں کے لیے جو فی الواقع اللہ کے دشمن ہیں مغفرت کی دعا مانگیں، چاہے وہ اُن کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ اللہ کے دشمن جہنّم کے مستحق ہیں۔

مسجد ضرار کا انجام

غزوۂ تبوک سے سفرِ واپسی میں جب آپؐ نے مدینہ قریب ایک مقام پر لشکر کے آرام کے لیے پڑاؤ کیا تو آیات نازل ہوئیں جو اس نام نہاد مسجد کا مقصد تعمیر بیان کرتی ہیں :

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ	کچھ اور لوگ ہیں، جنہوں نے اسلام کو نقصان پہنچانے، کفر کو پھیلانے اور اہلِ ایمان میں پُھوٹ ڈالنے کے لیے ایک مسجد بنائی ہے، (ہر گز نہیں) یہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ برسر جنگ رہ چکنے والے (رئیس المنافقین) کا اڈا بنا ہے۔ وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کسی چیز کا نہ تھا۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ نرے جھوٹے ہیں۔ خبر دار، تم ہر گز اس میں کھڑے نہ ہونا۔

آیات کے نازل ہونے پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے چند اصحاب کو جن میں عاصم بن عدی العجلانی، مالک بن الدخشم السالمی اور عامر بن سکن وحشی وغیرہ شامل تھے، حکم دیا کہ ابھی فوراً جائیں اور اس مسجد ضرار کو ڈھادیں اور اس کے ملبے کو آگ لگادی جائے، یہ لوگ اسی وقت گئے اور حکم کی تعمیل فرمادی، خس کم جہاں پاک!

تبوک پر جانے سے قبل ایک منافق کے مکان کو جس میں لوگوں کو جہاد پر نہ جانے کے لیے اُکسایا جارہا تھا آگ لگوائی گئی تھی، اب تبوک پر واپسی میں مدینے میں لشکر کے داخل ہونے سے قبل منافقین کی مسجدِ ضرار کو بھی آگ لگائی جارہی ہے۔ اب اس خطبے کے تیسرے حصے کی جانب آتے ہیں۔

۳ تجزیے کا حاصل آیات: ۱۱۳ تا ۱۲۹

۱۳.	مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت	[۱۱۳ تا ۱۱۶]
۱۴.	اللہ نے نبی اور مومنین کی دوران جنگ خطاؤں کو معاف فرمادیا	[۱۱۷ تا ۱۱۸]
۱۵.	نومسلموں کو تلقین جہاد اور تحصیل علم	[۱۱۹ تا ۱۲۲]
۱۶.	منافقین کے ساتھ سخت روّیے کی ہدایت	[۱۲۲ تا ۱۲۳]
۱۷.	منافقین کے کرتوت	[۱۲۴ تا ۱۲۷]
۱۸.	خطاب عام	[۱۲۸ تا ۱۲۹]

تیسرے حصے(آیات ۱۱۳تا۱۲۹) میں اس پوری سورۃ کے نتیجے میں یعنی پہلی آیت سے ۱۱۲ویں آیہ مبارکہ تک کی گفتگو کے نتیجے میں مسلمانوں کو جو روّیہ اختیار کرنا چاہیے اس کو بیان کیا گیا ہے اور اس جنگ کی تیاری سے واپسی تک مخلص مومنین سے جو بھی فرو گزاشتیں ہوئیں اُن کی معافی کا اعلان ہے۔ حکم دیا گیا ہے کہ مشرکین کے لیے مغفرۃ کی دعا بھی نہیں کی جاسکتی، نو مسلموں کو چاہیے کہ اہلِ ایمان کی صحبت اختیار کریں، علم حاصل کریں اور جہاد سے جی نہ چرائیں۔ آیئے اب اس پورے خطبے/تقریر پر ایک اجمالی نظر ڈالتے ہیں۔

❄❄❄❄❄

مشرکین کے لیے دعائے مغفرت نہیں کی جاسکتی، یہ بات پہلے بھی زیر بحث آچکی ہے۔ اگر امریکا میں جمہوریت اور انسانی حقوق یا ہولوکاسٹ کے خلاف یا ایران میں شیعیت کے خلاف، سعودیہ میں بادشاہ کے خلاف یا چائنا میں کمیونسٹ پارٹی کے خلاف بولنے کی اجازت نہیں ہے تو کیوں کر دینِ اسلام میں جس کا بنیادی عقیدہ، توحید ہے اُس کے باغیوں کے لیے ہمدردی کی اپیل کی اجازت ہو، بات آسان ہے۔ کلام مجید ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ کے لیے دعا پر اُن کی جانب سے اپنی دعا پر نظر ثانی اِن الفاظ میں کرتا ہے کہ " جب اُس پر یہ بات واضح ہوگئی کہ اُس کا باپ تو اللہ کا دشمن ہے تو وہ اُس سے بے زار ہو گیا،۔"

تبوک کی اس پوری مہم کے دوران جو کوتاہیاں ہوئیں اُن پر اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے معافی کا اعلان کرتے ہیں، اس میں سب سے پہلی بات جو در گزر فرمادی گئی وہ، وہ تھی جس کا خود قرآن مجید نے اظہار کیا کہ منافقین کو جنگ پر نہ جانے کی اجازت کیوں دی گئی؟ پھر وہ تمام صادق و مخلص معاف فرمادیے گئے جن سے کوئی سستی یا کاہلی ہوئی اور سب سے آخر میں وہ تین افراد جن کا معاملہ التوا میں ڈال دیا گیا تھا، اُن کو بھی معاف کر دیا گیا۔

اُن تین اصحاب کا واقعہ جن کا معاملہ التوا میں ڈال دیا گیا تھا

یہ واقعہ اپنے اخلاص کا بار ہا ثبوت دینے والے تین صحابہ کرامؓ ہلال بن امیہؓ، مرارہ بن ربیعؓ اور کعب بن مالکؓ کا ہے جو غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ تینوں ہر شک وشبہ سے بالا تر سچے مومن تھے۔ ہلال بن امیہؓ، مرارہ بن ربیعؓ تو دونوں بدری صحابی تھے اور تیسرے جو کعب بن مالکؓ تھے وہ اگرچہ بدری نہیں تھے لیکن بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے تھے۔ اِن تینوں اصحاب کرام کو جہاد پر نہ جانے کی بنا پر مسلسل پچاس دن تک سوشل

بائیکاٹ کی سزادی گئی تھی۔ زیرِ مطالعہ آیات کے گروپ میں آپ اس کا تذکرہ آیت ۱۱۸ میں اس طرح پائیں گے:

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُھُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ١١٨	اور اُس نے اُن تینوں کو بھی معاف کیا جن کے جنگ پر نہ جانے کی سزا کے معاملے (فیصلے) کو ملتوی کر دیا گیا تھا۔ جب زمین اپنی فراخی کے باوجود اُن پر تنگ ہونے لگی اور اُن پر اپنی زندگیاں تک دوبھر ہو گئیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ خود اُس (ایک اللہ) کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے، تو وہ اُن کی طرف پلٹا (تَابَ عَلَيْهِمْ) تاکہ وہ اُس کی طرف پلٹ آئیں (لِيَتُوْبُوْا)، یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ ع ۱۴

یہ واقعہ خود کعب بن مالکؓ نے اپنے بڑھاپے کے زمانہ میں جبکہ وہ نابینا ہو چکے تھے تفصیل سے بیان کیا جسے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا، بڑا ہی سبق آموز ہے۔ انہوں نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے، جوان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں چلایا کرتے تھے، یہ قصہ خود بیان کیا۔

وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک ایسے موقع پر پیش آیا جب فصلیں پک چکی تھیں، گرمی کا موسم تھا اور سفر لمبا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ کسی غزوہ پر جاتے ہوئے منزل کا کسی کو نہیں بتاتے تھے تاکہ دشمن کو کسی ذریعے سے خبر نہ ہو جائے۔ مگر تبوک کا سفر چونکہ رومیوں سے جنگ کے لیے تھا جس کے لیے شام کی سرحد تبوک تک جانا تھا۔ سفر طویل تھا اور اطلاع یہ تھی کہ قیصر روم خود ایک لاکھ فوج لے کر شام میں پہنچ چکا ہے اور مسلمانوں پر حملے کی تیاری ہے۔ مگر نبی اکرمؐ اسے حملے کا موقع دینے کی بجائے خود وہاں جا کر سرحد پر اس سے مقابلہ کرنا چاہتے تھے۔ مقابلہ بڑی طاقت سے تھا اس لیے نبی اکرمؐ نے عام لام بندی کا اعلان کر دیا اور واضح طور پر بتادیا کہ رومیوں کے مقابلے میں جانا ہے تاکہ سب لوگ پوری طرح تیار ہو جائیں، حکم یہ تھا کہ جو بھی لڑنے کے قابل ہے وہ ساتھ چلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کی تیاری کی اپیل کی تو میں نے اپنے دل میں ارادہ کر لیا کہ چلنا ہے تیاری کروں گا مگر سُستی کرتا رہا اور کہتا تھا کہ ابھی کیا ہے، جب چلنے کا وقت آئے گا تو تیار ہونے میں کیا دیر لگے گی۔ اسی طرح بات ٹلتی رہی یہاں تک کہ لشکر کی روانگی کا وقت آ گیا اور میں تیار نہ تھا۔ میں نے دل میں

کہا کہ لشکر کو چلنے دو، میں ایک دو روز بعد راستہ ہی میں اس سے جاملوں گا۔ مگر پھر وہی سُستی مانع ہوئی حتٰی کہ وقت نکل گیا اور میں نے یہ جان لیا کہ اب نہیں پہنچ سکوں گا۔ رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے بعد مدینہ منورہ میں یا تو معذور لوگ رہ گئے تھے یا ایسے لوگ جنہیں ہم منافقین شمار کرتے تھے۔ میں اپنے آپ کو ان کے درمیان دیکھ کر دل ہی دل میں بہت کڑھتا تھا، مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

دورانِ سفر ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ کعبؓ نے کیا کیا؟ ایک شخص نے کہا کہ اس کو مزاج کی نزاکت اور نخرے نے روک لیا ہے یہ سُن کر جابر رضی اللہ عنہ، جو اِس گفتگو میں موجود تھے فوراً بولے کہ مخلص صحابی کے بارے میں ایسی بات کرنا مناسب نہیں ہے۔

کعب بن مالکؓ کہتے ہیں کہ جوں جوں رسول اللہؐ کی واپسی کی خبریں مل رہی تھیں مجھے فکر لاحق تھی کہ آپؐ کے سامنے کیا عذر پیش کروں گا؟ یہاں تک کہ رسول اکرمؐ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور میں ایک روز پہلے ہی اس فیصلہ پر پہنچ گیا تھا کہ کوئی بہانہ نہیں بناؤں گا اور صاف صاف صحیح بات بتا دوں گا اس پر جو بھی فیصلہ ہو گا وہ ہی میرے لیے بہتر ہو گا۔

نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرتے تھے اور کچھ دیر بیٹھنے کے بعد گھر تشریف لے جاتے تھے۔ آپؐ جب تشریف لا کر مسجد میں بیٹھے تو منافقین نے آآ کر اپنے عذرات لمبی چوڑی قسموں کے ساتھ پیش کرنے شروع کیے۔ یہ ۸۰ سے زیادہ آدمی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن میں سے ایک ایک کی بناوٹی باتیں سنیں۔ ان کے ظاہری عذرات کو خاموشی سے سنتے اور ان کے باطن کو اللہ کے حوالے کرتے ہوئے فرماتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے۔ یہ کم و بیش ۸۰ افراد تھے جنہیں ہمارے ہاں عام طور پر منافقین میں شمار کیا جاتا تھا۔ میں بھی حاضر ہوا، جہاد پر چلنے کی میری تیاری نبی ﷺ کے علم میں تھی میں نے سلام کیا، نبی اکرمؐ نے میرے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ میں ان کے ساتھ سفر پر کیوں نہیں گیا۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم اگر میں اہلِ دنیا میں سے کسی کے سامنے پیش ہوا ہوتا تو ضرور کوئی نہ کوئی بات بنا کر اس کو راضی کرنے کی کوشش کرتا، باتیں بنانی تو مجھے بھی آتی ہیں، مگر آپؐ کے متعلق میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر اِس وقت کوئی جھوٹا عذر پیش کر کے میں نے آپؐ کو راضی کر بھی لیا تو اللہ ضرور آپؐ کو مجھ سے پھر ناراض کر دے گا۔ البتہ اگر سچ کہوں تو چاہے آپؐ ناراض ہی کیوں نہ ہوں، مجھے امید ہے کہ اللہ میرے لیے معافی کی کوئی

صورت پیدا فرمادے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے جسے پیش کر سکوں، میں جانے پر پوری طرح قادر تھا"۔ یہ سُن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"یہ شخص ہے جس نے سچی بات کہی۔ اچھا، اُٹھ جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے معاملہ میں کوئی فیصلہ کرے"۔ میں اٹھا اور اپنے قبیلے کے لوگوں میں جا بیٹھا۔ یہاں تمام لوگ میرے پیچھے پڑ گئے اور مجھے بہت ملامت کی کہ تُو نے کوئی بہانہ کیوں نہ بنا دیا۔ یہ باتیں سن، سن کر میرا نفس بھی کچھ آمادہ ہونے لگا کہ پھر حاضر ہو کر کوئی بات بنا دوں۔ مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ مرارہ بن ربیعؓ اور ہلال بن امیہؓ دو اور صالح آدمی ایسے ہیں جنھوں نے بھی ایسی ہی سچی بات کہی ہے جیسی میں نے کہی ہے، تو مجھے اپنی سچائی پر جمے رہنے پر اعتماد حاصل ہو گیا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا تم اپنے بارے میں فیصلے کا انتظار کرو اور عام مسلمانوں کو حکم دیا کہ تا حکم ثانی اس کے ساتھ بول چال اور لین دین بند رکھو۔ وہ دونوں تو گھر بیٹھ گئے، مگر میں نکلتا تھا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا، بازاروں میں چلتا پھرتا تھا مگر کوئی بھی مجھ سے بات نہ کرتا تھا، اس سوشل بائیکاٹ کی وجہ سے شہر کی سرزمین میرے لیے تنگ ہو گئی۔ نہ کوئی مجھے سلام کہتا ہے، نہ سلام کا جواب دیتا ہے اور نہ ہی میری طرف متوجہ ہوتا ہے۔ مجھے مدینہ منورہ کے در و دیوار اجنبی لگنے لگے، میں اپنے ہی شہر میں اجنبی ہو کر رہ گیا۔

اس سماجی بائی کاٹ سے ماسوا میری پریشانی کے دو مزید اسباب بھی تھے۔ ایک یہ کہ اگر اس دوران میں چل بسا تو نبی اکرمؐ میرا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔ اور اگر اللہ نہ کرے اس کیفیت میں خود نبی اکرمؐ چل بسے تو میری باقی ساری زندگی اس سوشل بائیکاٹ کے ماحول میں گزرے گی۔ ہلال بن امیہؓ اور مرارہ بن ربیعؓ بھی اسی صورتحال سے دوچار تھے لیکن وہ دونوں کم زور اور بوڑھے تھے اس لیے گھروں میں بیٹھ گئے جب کہ میں نسبتاً جوان اور صحت مند تھا اس لیے مسجد نبوی میں نمازوں میں شریک رہتا اور بازار میں بھی آتا جاتا رہا۔

مسجد میں نماز کے لیے جاتا تو حسبِ معمول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تھا، مگر بس انتظار ہی کرتا رہ جاتا تھا کہ جواب کے لیے آپؐ کے ہونٹ ہل جائیں لیکن کہاں! ادھر تو ایک مکمل خاموشی رہتی تھی۔ نماز میں نظریں چرا چرا کر آپؐ کو دیکھتا تھا کہ آپؐ کی نگاہیں مجھ پر کیسی پڑتی ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ جب تک میں نماز پڑھتا رہتا آپؐ میری طرف دیکھتے رہتے، اور جوں ہی میں سلام پھیرتا آپؐ میری طرف سے نظریں ہٹا لیتے۔ [اس ساری پریشانی میں یہی ایک بات کعب بن مالکؓ کے جینے کی امنگ کا سبب بنی ہو گی، مصنف]

کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں ایک روز میں بے زار ہو کر اپنے چچازاد بھائی اور بچپن کے یار ابو قتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا، انہیں سلام کیا۔ مگر اس اللہ کے بندے نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے کہا'' ابو قتادہ، میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت نہیں رکھتا؟'' وہ خاموش رہا۔ میں نے پھر یہی سوال دہرایا۔ وہ پھر بھی خاموش رہا، تیسری مرتبہ جب میں نے قسم دے کر یہی سوال کیا تو انہوں نے بس اتنا کہا کہ ''اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں ''۔اس (بالکل صحیح جواب) پر میری آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور میں دیوار سے اتر گیا۔

ایک روز میں بازار جارہا تھا تو دیکھا کہ شام سے آنے والا ایک قبطی تاجر آواز دے رہا ہے کہ کوئی مجھے کعب بن مالکؓ کا گھر بتائے گا؟ بازار سے گزرنے والے کسی شخص نے اشارے سے میرے بارے میں بتایا کہ وہ جارہا ہے۔ وہ قبطی آکر مجھ سے ملا اور حریر میں لپٹا ہوا ایک خط پیش کیا جو شاہِ غسّان کی طرف سے تھا اور اس میں لکھا ہوا تھا'' ہم نے سنا ہے تمہارے صاحب نے تم پر ستم توڑ رکھا ہے، تم کوئی ذلیل آدمی نہیں ہو، نہ اس لائق ہو کہ تمہیں ضائع کیا جائے، ہمارے پاس آجاؤ، ہم تمہاری قدر کریں گے''۔ میں نے خط پڑھ کر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور کہا کہ کیا یہ امتحان ابھی باقی رہ گیا تھا؟ میں محلے کے ایک تنور پر گیا جس میں آگ جل رہی تھی، میں نے وہ خط جلتی ہوئی آگ میں پھینک دیا۔

ہم مسلسل چالیس روز تک اسی حالت میں رہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام آیا کہ اپنی بیویوں سے الگ ہو جاؤ اور ان کے قریب نہ جاؤ۔ میں نے پوچھا کیا طلاق دے دوں؟ جواب ملا نہیں، بس الگ رہو۔ چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اس معاملے کا فیصلہ کر دے۔ ہلال بن امیہؓ کی بیوی نے یہ کہہ کر گھر میں رہنے کی اجازت لے لی کہ یارسول اللہؐ! اس کا تو روٹی پکانے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ آپؐ نے یہ فرما کر اجازت دے دی کہ ضروری کاموں کے لیے تم گھر میں رہ سکتی ہو لیکن تم ایک دوسرے کے قریب نہیں جاؤ گے۔

ہمارے ساتھ شہر کے لوگوں کے اس مقاطعے (سوشل بائیکاٹ) کو پچاس راتیں گزر چکی تھیں اور میں اپنی جان سے بیزار تھا کہ ایک روز میں فجر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوا تو مجھے گھر کے سامنے کے پہاڑ ''سلع'' سے حمزہ اسلمیؓ کی آواز سنائی دی کہ اے کعب! خوش ہو جاؤ! میں نے جان لیا کہ میری معافی کا حکم ہو گیا ہے۔ ہوا

یوں تھا کہ رات کو وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہماری معافی کا فیصلہ [سورۃ التوبہ کی آیہ] فرما دیا تھا اور نبی اکرمؐ نے صبح نماز فجر کے بعد جب مسجد نبوی میں اس کا اعلان فرمایا تو دو حضرات مجھے اس کی خبر دینے کے لیے دوڑ پڑے اور ان میں مقابلہ ہو گیا کہ کون مجھے یہ خبر پہلے سُنائے۔ ایک گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑی راستوں سے گزرتے ہوئے میری طرف تیزی سے چلا آ رہا تھا اور حمزہ اسلمیؓ پیدل ہی دوڑ پڑے اور درمیانی راستوں سے ہوتے ہوئے میرے گھر کے بالکل قریب جبل سلع تک پہنچے اور یہ دیکھ کر کہ گھڑ سوار ان سے پہلے کعبؓ کے گھر پہنچنے کے قریب ہے تو انہوں نے اسی پہاڑ سے میرے گھر کی طرف منہ کر کے زور سے آواز لگائی جو میں نے سُن لی اور وہ گھڑ سوار کے مقابلے میں [اپنے آزردہ بھائی کو خوش کرنے میں] جیت گئے۔ میں دیوانہ وار گھر سے نکلا، اپنے کپڑے خوشخبری دینے والے کو انعام کے طور پر دیے اور خود پڑوسی سے مانگ کر کپڑے پہنے۔

پھر تو جوق در جوق لوگ بھاگے چلے آ رہے تھے اور ہر ایک دوسرے سے پہلے پہنچ کر مجھ کو مبارک باد دے رہا تھا کہ تیری توبہ قبول ہو گئی۔ میں اٹھا اور سیدھا مسجد نبوی کی طرف چلا۔ دیکھا کہ نبی ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا ہے۔ میں نے سلام کیا تو فرمایا "تجھے مبارک ہو، یہ دن تیری زندگی میں سب سے بہتر ہے" میں نے پوچھا یہ معافی آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ کی جانب سے؟ فرمایا اللہ کی طرف سے، اور یہ آیات سنائیں۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میری توبہ میں کیا یہ بھی شامل ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کر دوں؟۔ فرمایا "کچھ رہنے دو کہ یہ تمہارے لیے بہتر ہے"۔ میں نے اس ارشاد کے مطابق اپنا خیبر کا حصہ رکھ لیا، باقی سب صدقہ کر دیا۔ پھر میں نے اللہ سے عہد کیا کہ جس سچائی کے بدلے میں اللہ نے مجھے معافی دی ہے اس پر تمام عمر قائم رہوں گا، چناں چہ آج تک میں نے کوئی بات جان بوجھ کر خلافِ واقعہ نہیں کہی اور اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ مجھے جھوٹ سے بچائے گا۔

❄❄❄❄❄

پچھلے سلسلہ کلام میں صحرائی بدّوؤں کی کفر و نفاق کی جانب ہونے کی وجہ کچھ اس طرح بیان کی گئی تھی " اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ کُفۡرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجۡدَرُ اَلَّا یَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ ؕ "ترجمہ: 'یہ عرب بدوی کفر و نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور ان کا اللہ کی حدود سے جو اللہ نے اپنے رسول پر اُتاری ہیں بے خبر ہونا قرینِ حالات ہے'۔ چناں چہ یہ تجویز کیا گیا کہ نئے علاقوں میں جہاں دینِ اسلام اپنے قدم جما رہا ہے، وہاں سے

یہ تو ضروری نہیں کہ مسلمانوں کی ساری آبادی دین کا فہم حاصل کرنے کے لیے نکل کھڑی ہو، اور نہ ہی یہ ممکن تھا مگر ایسا ضرور ہونا چاہیے کہ ان کے ہر گروہ (قبیلوں یا مقامات) سے کچھ (دو دو، چار، چار) لوگ نکلتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنی قوم کو غیر اسلامی طور طریقوں اور رسم و رواج اور گناہوں کے کاموں سے خبر دار کرتے تاکہ غیر اسلامی جاہلانہ روش سے ساری آبادی احتیاط کرنا سیکھ جائے۔

❋❋❋❋❋

اس سورہ مبارکہ کی آیت ۷۳ میں فرمایا گیا تھا کہ منافقین کے ساتھ (بہت نرمی ہو چکی اب) مناسب سختی سے پیش آؤ: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۷۳﴾ ترجمہ: اے نبیؐ، کفّار اور منافقین کے ساتھ جہاد کرتے رہو اور سختی سے پیش آؤ، آخر کار ان کا ٹھکانا جہنّم ہے اور وہ رہنے کے لیے بد ترین جگہ ہے۔ سورہ توبہ کے اس حصے میں جو زیر بحث ہے، قرآن مجید کی یہ بالکل آخری نازل ہونے والی کچھ آیات میں سے ایک حصہ ہے جس میں بلا کسی تبصرے کے منافقین کے انتہائی نارواروّیے کا تذکرہ ہے (آیات ۱۲۳ تا ۱۲۷) اور اِن کی اصلاح کی طرف سے مایوسی کا اظہار ہے اور کہا جا رہا ہے کہ یہ اسی نفاق پر مریں گے: وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اِن لوگوں کے قلوب کی، جو مرض سے آلودہ ہیں، نجس آلودگی میں مزید نجاست کا اضافہ ہو جاتا ہے، یہ یونہی مرتے دم تک کُفر ہی میں مبتلا رہیں گے۔ اِس آیہ مبارکہ کے مطالعے سے یہ بات تقویت پاتی ہے کہ وہ لوگ جو بن اُبی کے مرتے وقت ایمان پر پلٹ آنے کی بات کرتے ہیں کسی مضبوط گمان پر نہیں ہیں۔ (واللہ اعلم)

اور اب ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق و عنایت سے سورۃ کے اختتام کی جانب بڑھ رہے ہیں، قرآن مجید کی آخری (سُوْرَةُ النَّصر) سے پہلی (Second last) سورہ مبارکہ کے اختتام کی جانب، جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ خالق کائنات بڑے ہی پیار بھرے انداز میں اپنے بندے اور اپنے رسولؐ کے لیے اُس کے شایانِ شان الفاظ میں دفاع فرماتا ہے اور تعریف کرتا ہے،:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ [سُوْرَةُ التَّوْبَة] ترجمہ: دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے

جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔

مناسب ہے کہ یاد کیا جائے کہ خالق کائنات نے چار برس قبل غزوہ خندق کے بعد سُوۡرَۃُ الۡاَحۡزَاب میں بہت ہی خوب صورت الفاظ میں اپنے بندے اور رسولؐ کی عظمت کو بیان کیا تھا:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنۡيَا وَ الۡاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ﴿۵۷﴾ [سُوۡرَۃُ الۡاَحۡزَاب] ترجمہ: اللہ اور اس کے ملائکہ نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو. جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب مہیا کر دیا ہے

اور اِس سے بھی دو برس قبل غزوہ اُحد کے بعد سُوۡرَۃُ النِّسَآء میں فرمایا گیا تھا:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوۡكَ فِيۡمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُوۡا فِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَ يُسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا ﴿۶۵﴾ سُوۡرَۃُ النِّسَآء] ترجمہ: اے محمدؐ! تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں۔

اور خود صاحب الصلوٰۃ والتسلیم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:-لَا يُؤۡمِنُ اَحَدُكُمۡ حَتّٰى اَكُوۡنَ اَحَبَّ اِلَيۡهِ مِنۡ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا، جب تک کہ میں اُسے اُس کے باپ اور ماں اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

یہ صفحہ جان کر خالی چھوڑا گیا ہے تا کہ اگلے صفحے پر متنِ
قرآن مجید اور ترجمہ مفہوم کے صفحے کے سامنے آ سکے

وَ مَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ
لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ
اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ
تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ
حَلِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَ مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُضِلَّ قَوْمًۢا
بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰی یُبَیِّنَ لَهُمْ مَّا
یَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیْءٍ
عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ؕ وَ مَا لَکُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۱۱۶﴾
لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ وَ
الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ
اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ
مَا کَادَ یَزِیْغُ قُلُوْبُ فَرِیْقٍ مِّنْهُمْ
ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ
رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّ عَلَی الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ
خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤی اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ
الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَیْهِمْ
اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ
اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَیْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ
لِیَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ
الرَّحِیْمُ ﴿۱۱۸﴾ ۱۴۶

اور ابراہیمؑ کا جو اپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت کرنا تھا، وہ تو اُس کے وعدے کی بنا پر تھا جو اُس نے اپنے باپ سے کیا تھا، مگر جب اُس پر یہ بات واضح ہو گئی کہ اُس کا باپ تو اللہ کا دشمن ہے تو وہ اُس سے بے زار ہو گیا۔ واقعی ابراہیمؑ بڑا رقیق القلب، حلیم اور بُردبار آدمی تھا۔ اللہ کا یہ طریقہ نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد پھر گم راہی میں مبتلا کرے جب تک کہ اُنہیں وضاحت سے وہ چیزیں نہ بتادے جن سے اُنہیں بچنا چاہیے۔ بے شک اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ بلا شبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں، اسی کے اختیار میں زندگی و موت ہے، اور اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی دوست ہے نہ مددگار۔ اللہ نے نبیؐ کے حال پر رحمت کی نظر فرمائی، اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنھوں نے تنگی کے وقت اُس کا (اپنے نبیؐ کا) ساتھ دیا باوجود اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ڈانواں ڈول ہو چلے تھے تو اللہ نے ان کے حال پر بھی رحمت کی نظر کی اور معافی عطا کر دی۔ بے شک اُس کا معاملہ ان لوگوں (نبیؐ اور اُس کے صحابہؓ) کے ساتھ شفقت و مہربانی کا ہے۔ اور اُس نے اُن تینوں کو بھی معاف کیا جن کے جنگ پر نہ جانے کی سزا کے معاملے (فیصلے) کو ملتوی کر دیا گیا تھا۔ جب زمین اپنی فراخی کے باوجود اُن پر تنگ ہونے لگی اور اُن پر اپنی زندگیاں تک دوبھر ہو گئیں اور انھوں نے جان لیا کہ اللہ سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ خود اُس (ایک اللہ) کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے، تو وہ اُن کی طرف پلٹا (تَابَ عَلَیْهِمْ) تاکہ وہ اُس کی طرف پلٹ آئیں (لِیَتُوْبُوْا)، یقیناً وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ ۱۴۶

اوراس کلیے کے بر خلاف ابراہیمؑ کاجواپنے باپ کے لیے دعائے مغفرت کرنا تھا، وہ تواُس کے وعدے کی بنا پر تھاجواُس نے گھر سے نکالے جاتے ہوئے اپنے باپ سے کر دیا تھا، کہ میں توآپ کی مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا، مگر جب اُس پر یہ بات واضح ہو گئی کہ اُس کا باپ تواللہ کا دشمن ہے تو وہ اُس سے (یعنی اپنے باپ سے) بے زار ہو گیا، واقعی ابراہیمؑ بڑا رقیق القلب، حلیم اور بُردبار آدمی تھا۔اُس کی رقتِ قلبی نے مطالبہ کیا کہ وہ باپ کے لیے دعا کرے، مگر جب اُسے اللہ کے حکم کی اطلاع ملی کہ مشرک کے لیے دعا نہیں کی جاسکتی تو ساری محبت کے باوجود اُس کی رقیق القلبی پر اُس کا حلم اور بردباری غالب آگئی اور باپ کے لیے غلطی سے دعامانگنے کی غلطی پر اُس نے توبہ کر لی۔اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ وہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد پھر گم راہی میں مبتلا کرے جب تک کہ اُنہیں وضاحت سے وہ چیزیں نہ بتادے جن سے اُنہیں بچنا چاہیے۔بے شک اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔بلا شبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں، اسی کے اختیار میں زندگی وموت ہے، اور اللہ کے سوانہ تمہارا کوئی دوست ہے نہ مددگار۔ اللہ نے نبیؐ کے حال پر رحمت کی نظر فرمائی، اُس کو منافقین کو جنگ پر نہ جانے کی اجازت دینے پر معاف کر دیا اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے تنگی کے وقت اُس کا (اپنے نبیؐ کا) ساتھ دیا باوجود اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ڈانواں ڈول ہو چلے تھے پھر جب انھوں نے شیطان کے ڈالے وسوسوں پر قابو پالیا اور چل نکلے تو اللہ نے ان کے حال پر بھی رحمت کی نظر کی اور معافی عطا کر دی۔بے شک اُس کا معاملہ ان لوگوں (نبیؐ اور اُس کے صحابہؓ) کے ساتھ شفقت و مہربانی کا ہے۔اور اللہ کی یہ شفقت ورحمت اُن تینوں کے حصے میں بھی آئی جنھوں نے منافقین کی مانند کوئی جھوٹی بات نہیں کی اور برملا رومیوں سے جنگ کے لیے نہ نکلنے کے اپنے قصور کا اعتراف کیا اور اللہ کے رسولؐ کو بتایا کہ سوائے سستی کے اُن کے پاس نہ جانے کے لیے کوئی عذر نہ تھا۔یہ تینوں اصحابؓ تھے........اُس نے اُن تینوں کو بھی معاف کیا جن کے جنگ پر نہ جانے کی سزا کے معاملے (فیصلے) کو ملتوی کر دیا گیا تھا۔جب زمین اپنی فراخی کے باوجود اُن پر تنگ ہونے لگی اور اُن پر اپنی زندگیاں تک دو بھر ہو گئیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ سے بچنے کے لیے کوئی جائے پناہ خود اُس (ایک اللہ) کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے، تو وہ اُن کی طرف پلٹا (تَابَ عَلَيۡهِمۡ) تاکہ وہ اُس کی طرف پلٹ آئیں (لِيَتُوۡبُوۡا) ، یقیناًوہ بڑامعاف کرنے والااور رحیم ہے۔ع ۱۴

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوۡنُوۡا
مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ
وَ مَنۡ حَوۡلَهُمۡ مِّنَ الۡاَعۡرَابِ اَنۡ
يَّتَخَلَّفُوۡا عَنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ وَ لَا يَرۡغَبُوۡا
بِاَنۡفُسِهِمۡ عَنۡ نَّفۡسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ
لَا يُصِيۡبُهُمۡ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا
مَخۡمَصَةٌ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَـُٔوۡنَ
مَوۡطِئًا يَّغِيۡظُ الۡكُفَّارَ وَ لَا يَنَالُوۡنَ مِنۡ
عَدُوٍّ نَّيۡلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ
لَا يُنۡفِقُوۡنَ نَفَقَةً صَغِيۡرَةً وَّ لَا كَبِيۡرَةً وَّ
لَا يَقۡطَعُوۡنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ
لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا كَانُوۡا
يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ مَا كَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ
لِيَنۡفِرُوۡا كَآفَّةً ؕ فَلَوۡ لَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ
فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا فِى
الدِّيۡنِ وَ لِيُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا
اِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰۤاَيُّهَا ۱۵۶
الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ يَلُوۡنَكُمۡ
مِّنَ الۡكُفَّارِ وَلۡيَجِدُوۡا فِيۡكُمۡ غِلۡظَةً ؕ

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔ پیچھے رہ جانے والے شہرِ مدینہ کے رہنے والوں اور قرب وجوار کے دیہاتوں میں آباد اعرابیوں کو ہر گز یہ مناسب نہیں تھا کہ رسول اللہؐ تو دشمنوں سے مقابلے کے لیے چلے جائیں اور وہ اپنی جانوں کو بچائے پیچھے رہ جائیں اور نہ ہی اُنھیں یہ زیب دیتا ہے کہ اپنی زندگی کو اللہ کے رسولؐ کی جان سے زیادہ عزیز سمجھیں۔ ایسا اس لیے کہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ اُنھیں اللہ کی راہ میں جو بھی بھوک پیاس اور جسمانی مشقت کی کوئی تکلیف لاحق ہوتی ہے، اور جو قدم بھی وہ کفار کو رنج پہنچانے والا اٹھاتے ہیں اور جو زخم بھی وہ کسی دشمن کو لگاتے ہیں، ہر اقدام کے بدلے ان کے لیے عملِ صالح نہ لکھا جائے یقیناً اللہ اعلیٰ ترین درجے کے کام کرنے والوں (محسنین) کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ تھوڑا یا بہت اللہ کی راہ میں اُنھوں نے کوئی خرچ نہیں کیا یا اُنھوں نے کوئی وادی نہیں پار کی مگر یہ سب ان کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ اُن کی کارکردگی کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔ یہ تو ضروری نہ تھا کہ مسلمانوں کی ساری آبادی نکل کھڑی ہوتی، ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ نکلتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جاکر اپنی قوم کو خبردار کرتے تاکہ وہ بھی احتیاط کرنے والے بنتے ۱۵۶ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جنگ کرو اُن سے جو تم سے قریب ہیں اب ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ تمہارے اندر سختی پائیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔ پیچھے رہ جانے والے شہرِ مدینہ کے رہنے والوں اور قرب وجوار کے دیہاتوں میں آباد اعرابیوں کو ہر گز یہ مناسب نہیں تھا کہ رسول اللہؐ تو دشمنوں سے مقابلے کے لیے چلے جائیں اور وہ اپنی جانوں کو بچائے پیچھے رہ جائیں اور نہ ہی اُنھیں یہ زیب دیتا ہے کہ اپنی زندگی کو اللہ کے رسولؐ کی جان سے زیادہ عزیز سمجھیں۔ ایسا اس لیے کہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ اہلِ ایمان لشکرِ جہاد میں اللہ کے رسولؐ کے ہم راہ ہوں اور اُنھیں اللہ کی راہ میں جو بھی بھوک پیاس اور جسمانی مشقت کی کوئی تکلیف لاحق ہوتی ہے، اور جو قدم بھی وہ کفار کو رنج پہنچانے والا اٹھاتے ہیں اور جو زخم بھی وہ کسی دشمن کو لگاتے ہیں، ہر اقدام کے بدلے ان کے لیے عملِ صالح نہ لکھا جائے یقیناً اللہ اعلیٰ ترین درجے کے کام کرنے والوں (محسنین) کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اسی طرح تھوڑا یا بہت اللہ کی راہ میں اُنھوں نے کوئی خرچ نہیں کیا یا لشکرِ جہاد کے ہم راہ اُنھوں نے کوئی وادی نہیں پار کی مگر یہ سب ان کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ اُن کی کارکردگی کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔ نئے علاقوں میں جہاں دینِ اسلام اپنے قدم جما رہا ہے، وہاں سے یہ تو ضروری نہ تھا کہ مسلمانوں کی ساری آبادی نکل کھڑی ہوتی، اور نہ ہی یہ ممکن تھا مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے کچھ (دو دو، چار، چار) لوگ نکلتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنی قوم کو غیر اسلامی رسم ورواج اور گناہوں کے کاموں سے خبر دار کرتے تاکہ غیر اسلامی جاہلانہ روش سے وہ بھی احتیاط کرنے والے بنتے۔ ۱۵۶

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جنگ کرو اُن مسلمانوں کے روپ میں منکرینِ حق سے جو تمھارے شہر میں رہتے اور تمھاری مسجد میں نماز پڑھتے ہیں اور ہر طرح سے تم سے قریب ہیں اب ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ تمہارے رویّے کے اندر سختی پائیں۔

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٢٣﴾
وَ اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ
يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ
اِيْمَانًا وَّ هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿١٢٤﴾ وَ
اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ
وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾ اَوَ لَا
يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ
مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَ لَا
هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾ وَ اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ
سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ
هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ
انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ
جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ ﴿١٢٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ
اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ
هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾ ١٢٩

اور یقین رکھو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ جب کوئی سُورت نازل ہوتی ہے تو ان (منافقین) میں سے بعض وہ بھی ہیں جو دریافت کرتے ہیں کہ بتاؤ، اِس نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا؟ فی الواقع جو لوگ ایمان والے ہیں ان کے ایمان میں تو اضافہ ہوتا ہے اور وہ خوشی سے نہال ہو جاتے ہیں۔ البتہ اِن لوگوں کے قلوب کی، جو مرض سے آلودہ ہیں، نجس آلودگی میں مزید نجاست کا اضافہ ہو جاتا ہے، یہ یونہی مرتے دم تک کُفر ہی میں مبتلا رہیں گے۔ اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال ایک بار یا دو بار آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں پھر بھی نہ توبہ کرتے اور نہ نصیحت قبول کرتے ہیں۔ جب کوئی سُورت نازل ہوتی ہے تو یہ لوگ آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے سے استفسار کرتے ہیں کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے اور کھسک جاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے دل پھیر دیے ہیں کیوں کہ یہ سمجھ سے کام لینے والے لوگ نہیں ہیں۔ بالیقین، تم لوگوں کے پاس خود تم ہی میں سے ایک رسولؐ آیا ہے جس کو، تمہارا نقصان میں پڑنا نہایت ہی گراں ہے، تمہاری بھلائی کا وہ رسیا (حریص) ہے اور اہل ایمان کے لیے سراپا شفقت و رحمت ہے۔ اب اگر یہ رو گردانی کرتے ہیں تو اے نبیؐ، اِن سے کہہ دو کہ میرے لیے اللہ کافی ہے، اُس کے سِوا کوئی اِلٰہ نہیں اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ ۱۲۹

تمھاری نرمی سے جو اُن کو آزادیِ نفاق ملی ہے اب وہ تمھاری سختی سے بھول جائیں، یہی تقوے کا تقاضا ہے اور یقین رکھو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے اِن منافقین کا معاملہ یہ ہے کہ ہماری جانب سے جب کوئی نئ سُورت نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض وہ بھی ہیں جو مسلمانوں کا اور اللہ کی آیات کا مذاق اُڑانے کے لیے مخلص اہلِ ایمان سے دریافت کرتے ہیں کہ بتاؤ، اِس سورت نے تم میں سے کس، کس کے ایمان میں اضافہ کیا؟ فی الواقع معاملہ یہ ہے جس کا منافقین کو قطعی علم ہی نہیں کہ جو لوگ ایمان والے ہیں ان کے ایمان میں تو ہر نازل ہونے والی سُورت اضافہ کرتی ہے اور وہ خوشی سے نہال ہو جاتے ہیں۔ البتہ اِن مذاق اُڑانے والے لوگوں کے قلوب کی، جو نفاق کے مرض سے آلودہ ہیں، ہر نازل ہونے والی سُورت سے اُس نجس آلودگی میں مزید نجاست کا اضافہ ہو جاتا ہے، اور اِن کا نصیب یہ ہے کہ یہ یونہی مرتے دم تک کُفر ہی میں مبتلا رہیں گے۔ اور کیا ان منافقین کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ گزشتہ چھ برس سے ہر سال ایک بار یا دو بار منافقت کو آشکار کر دینے والی آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں اور روسیاہی یوں اِن کا مقدر بنتی ہے کے دلوں کے اندر کی گندگی جو ان کے ظاہری جھوٹے اقرار اور لچھے دار باتوں کے نیچے دبی اور چھپی ہوتی ہے سب کو نظر آجاتی پھر بھی نہ توبہ کرتے اور نہ نصیحت قبول کرتے ہیں۔ جب اللہ کے نبی، محمد ﷺ پر کوئی سُورت نازل ہوتی ہے اور لوگ جمع کیے جاتے ہیں کہ اُنھیں کلامِ تازہ سنادیا جائے تو یہ لوگ اپنے ظاہری اسلام کا بھرم رکھنے کے لیے مارے باندھے نہ چاہتے ہوئے پہنچ تو جاتے ہیں مگر سنتے خاک نہیں، نہ کلام مجید اِن کی سمجھ میں آتا ہے اور نہ یہ سمجھنا چاہتے ہیں، بس بھاگنے کے چکر میں ہوتے ہیں۔ یہ لوگ آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے سے استفسار کرتے ہیں کہ ہماری حالت کوئی مخلص مسلمان دیکھ تو نہیں رہا ہے اور لوگ کسی اور طرف متوجہ ہوں تو موقع پاتے ہی کھسک جاتے ہیں۔ کلام اللہ کو سمجھنے سے قاصر رکھنے کے لیے اللہ نے ان کے دل پھیر دیے ہیں کیوں کہ یہ سمجھ سے کام لینے والے لوگ نہیں ہیں۔

لوگو دیکھو! [اب خطاب عام ہے] بالیقین، تم لوگوں کے پاس خود تم ہی میں سے ایک رسُولؐ آیا ہے جس کو، تمہارا نقصان میں پڑنا نہایت ہی گراں ہے، تمہاری بھلائی کا وہ حریص ہے اور اہل ایمان کے لیے سراپا شفقت و رحمت ہے۔ اب اگر یہ کافر لوگ [منافقین، مشرکین اور یہود] اِس کلام الٰہی سے روگردانی کرتے ہیں تو اے نبیؐ، اِن سے کہہ دو کہ تمھاری مخالفت اور ریشہ دوانیوں سے نبٹنے کے لیے میرا اللہ کافی ہے، اُس کے سِوا کوئی اِلٰہ نہیں اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ ۱۲۹

آیئے اب پورے خطبے پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔ نفاق یا ضعف ایمان سے متعلق موضوعات کی کل تعداد ۸ ہے اِن کے علاوہ اسی قبیل کے دو (۲) موضوعات کچھ مختلف ہیں ایک عبداللہ بن ابی کی موت اور دوسرا مسجد ضرار کے بارے میں؛ اِن تمام کو بہ یک نظر پھر دیکھ لیتے ہیں:

❶ (۱)- منافقین کے طعن آمیز باتوں پر گرفت، [۷۴]

❷ (۲)- بخیلی نے دل میں نفاق کو جما دیا، [۷۵تا۷۹]

❸ (۳)- جہاد سے غیر حاضر منافقین کے لیے کوئی معافی نہیں، [۸۰تا۸۳]

❹ (۵)- منافقین خواتین کی مانند پیچھے رہ جانے والے ہیں، [۸۶تا۹۰]

❺ (۷)- جو جہاد پر نہ جاسکے، اُن کا سوسائیٹی میں مقام، [۹۳تا۹۸]

❻ (۹)- غیر شعوری مسلمان، [۱۰۱]

❼ (۱۶)- منافقین کے ساتھ سخت روّیے کی ہدایت، [۱۲۲تا۱۲۳]

❽ (۱۷)- منافقین کے کرتوت، [۱۲۴تا۱۲۷]

اور دو (۲) جو کچھ مختلف ہیں ❶ (۴)- عبداللہ بن ابی کی موت، [۸۴تا۸۵] ❷ (۱۱)- مسجدِ ضرار، [۱۰۷تا۱۱۰]

منافقین اور نفاق سے متعلق کل دس (۱۰) موضوعات کو چھوڑ کر ۸ مزید موضوعات مخلص اہلِ ایمان کے بارے میں یا اہلِ ایمان کو ہدایت کے حوالے سے ہیں:

❶ (۶)- باوفا معذورین کا معاملہ، [۹۱تا۹۲]

❷ (۸)- وفادار اور نیکوکار مجاہدین، [۹۹تا۱۰۰]

❸ (۱۰)- متخلّفین کا معاملہ، [۱۰۲تا۱۰۶]

❹ (۱۲)- حقیقی مومن کون ہیں؟، [۱۱۱تا۱۱۲]

❺ (۱۳)- مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت، [۱۱۳تا۱۱۶]

❻ (۱۴)- اللہ نے نبی اور مومنین کی دوران جنگ خطاوں کو معاف فرمادیا، [۱۱۷تا۱۱۸]

❼ (۱۵)- نو مسلموں کو تلقین جہاد اور تحصیل علم، [۱۱۹تا۱۲۲]

❽ (۱۸)- خطاب عام، [۱۲۸تا۱۲۹]